بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ارباب معنی پر مخفی نہ رہے کہ "خزینۃ المعانی" نام ہے مجموعۂ قصاید کا جو تصنیف ہیں استاذی و مولائی مولنا عبدالغنی خاں صاحب غنی تخلص کے، غفرلہ اہل غنا کا خزانہ لٹا کرتا ہے۔ جو اُن کو مبدءِ فیاض سے ملتا ہے دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور ٹکسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا ٹکسالی مال ہیں، اہل نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشک عطر بیز ہے عطار خاموش۔

اُستاد مبرور نکتہ رس، معنی آفریں طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جودتِ استعداد اور سلامت فطرۃ فضلاے عصر کو تسلیم تھی۔ استاد العلما مولنا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذۂ خاص کی زبانوں پر رہا کہ عبدالغنی

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔" مرحوم مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہے اس میں استعداد علمی اور حسنِ تعلیم کی تعریف کی ہے۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغان آصفی ہے۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا۔ یہ وصف کمیاب ہے خصوصًا دور حاضر میں۔ بیاض نثر اسی طرح مہیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض مہیا کی جاتی ہے۔ ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہے۔ اس میں مختلف عنوانوں پر مماثل نثرین اساتذۂ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالبِ علمی

مولوی احمد شیر خاں، مولوی عبداللہ خاں علوی کے داماد محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریب سے مولوی احمد شیر خاں نے دلّی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے، شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے۔ اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایک ذوق پیدا ہوا۔ شوق طلب کا یہ عالم تھا کہ نشست کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے۔ جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

نکلتے شام کو آتے۔ دن بھر مکتب میں رہتے۔ استاد یہ شوق دیکھ کر بے تکلفانہ کہتے "لڑکے تو نے تو تسلی (تحصیل) تمام کرلی"۔ جب فارسی کی اوپر کی کتابیں پڑھنے لگے تو حسبِ حال اُستاد کی تقریر میں مطالب ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا سمجھنا عربی جاننے پر منحصر ہے۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے پورے ہونے کا ساماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ فرغل اوڑھے ہوئے ایک بغل میں کتابیں دوسری میں ایک جوڑا کپڑوں کا لیئے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے ہوئے۔ زادِ راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ علّامہ قوشجی شارح چغمینی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علّامہ ممدوح بھی گھر سے چھپکر طالبِ علمی کے لیئے نکلے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا کر رکھ دیا تھا۔

غرض پیادہ پا فرخ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم عزیز (حافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ) دلالت کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اُن سے عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا متقاضی تھا۔ فرخ آباد سے پیادہ پا کانپور پہنچے۔ شوق نے کہا ع

آستانے بود مطلوب آسمانے یافتم

مدرسۂ فیضِ عام مولٰنا سید حسین شاہ صاحب آصف بخاری اور مولٰنا لطف اللہ

صاحب کے فیوض تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظ برخوردار مہتمم تھے۔ رہنے کو تو ایک تنگو نا مختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے حسب حوصلہ سامانِ کمال پالیا۔ پورے انہماک سے تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب سے سبق شروع ہو گیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو زبانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایبل طلبا کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر بسر کی۔ مسجد کے نیچے ٹھربھونجے کی دوکان تھی شام کو اندھیرا ہو جاتا تو رومال میں دو پیسے باندھ کر چپکے سے دوکان میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھربھونجا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولٰنا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے اُنھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لیئے معلّم کی فرمایش کی سید صاحب نے اُن کو باصرار مقرر فرما دیا۔ معاوضہ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آجائے۔

لطیفہ۔ ایک روز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اور طلبا کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ اُستاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر برجستہ فرمایا ؎

دور دورِ مولوی عبدالغنی
رات دن کھاتے ہیں روٹی روغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شاگرد کو آخر عہد تک یاد رہا۔ پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو فرغل گھر سے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جاڑے کے مقابلہ کی تاب اُس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں، خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ درس میں جب بدن سردی سے کانپتا تو جا بجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پاس بیٹھنے والوں پر راز نہ کھُل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں ابتدا انتہا کی خبر دینے لگی۔ ایک روز آواز آئی مولوی عبدالغنی۔ یہ اُستاد کی آواز تھی۔ گھبرا گئے کہ نام کے ساتھ مولوی کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُکے ماندن نہ پائے رفتن دوسری آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجا تھی ایک روز جرأت کر کے عرض کی "اس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا"۔ فرمایا "ہاں تم مولوی ہو جاؤ گے"۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب بھوپال تشریف لے گئے۔ سبق مولٰنا محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانۂ مبارک سے خلعتِ کمال کا

طلبا معتدبہ ومقرر تھا۔

مولنا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قوی اسر ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دبدبہ تھا جس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ داری کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصاً تذکیر تانیث کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں اُن میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلعۃ الہنود یادگار رہی۔ نظم کا نمونہ ؎

زاہد ہوائے آں قدِ رعنا نمی کند

ایں سفلہ رو بہ عالمِ بالا نمی کند

عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم مالک مطبع نظامی کا زہد اس شعر کو سُن کر کانپ جاتا۔

حاصل کلام۔ اُستاد مرحوم کی شانِ طلبِ علم یہ تھی کہ سوائے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب سے مقدم فکر یہ ہوتی کہ اُستاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ مٹے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مدارج سے فارغ ہو لیتے تب دوسرے مشاغل کی

جانب متوجہ ہوتے۔

اُنہی ایّام کا واقعہ ہے کہ میرزا دبیر مرحوم وارِدِ کانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اُٹھی۔ جا بجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ طلباء کو عام اجازت ہوگئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کرلے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

الشئی بالشئی یذکر۔ امام یحیی مصمودی راوی موطّا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیّبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہوگیا۔ یہ بدستور بیٹھے رہے۔

شیخ محترم نے فرمایا یحییٰ اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ"۔ ادب سے عرض کی" اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا"۔ غرض نہ اُٹھے نہ ہاتھی دیکھا آج طلبا کی کتنی راتیں تھیٹر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رجسٹر بھی نہ دے سکینگے۔

الحاصل۔ توجہ کی یکسوئی اور اہتمام طلب مولٰنا کی طلب علم کا طرۂ امتیاز تھا جب اُستادِ علّامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند مناروں کے دروازے جو کواڑوں سے محفوظ

ہیں۔ حجروں کا کام دیتے تھے۔ جب کواڑ بند ہو جائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا و ما فیہا سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجرے شایقِ مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں استاد کی خدمت میں پیش ہو جاتی تھیں۔ مولٰنا کو بھی اُن میں سے ایک حجرہ ملا تھا۔ وہاں کی مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کرکے یہ حصہ ختم کر دینا ہے۔ ابتداءً گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کانپور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ استاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوششِ طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لئے گھر لے آئے کہ اعزہ مطمئن ہو جائیں۔ جب سب سے مِل کر کانپور جانے لگے تو والدۂ ماجدہ نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کر دیں کہ ان کو خرچ کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں اُن کے بدلے میں بنوا دینا۔ مولٰنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمایش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مدّت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پہنے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جواب دیا جو بالیاں تم کو دی تھیں اُن کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

نثر نگاری | مولٰنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کر دی تھی۔ علّامہ شبلی نے جب ارمغانِ آصفی کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقتِ ملاقات اس کے

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائے :-

”از گران مائگی نقد روایات ہمسنگ ذہبی و ابن حجر ست، و
در میزانِ اعتدال رواۃ از سبکی گران پلّہ تر“

کلام میں متانت ہے، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا تتبع تام تھا۔ یہی لوازمہ ہے قصیدہ کا۔ قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کریگا۔ نمونہ ملاحظہ ہو ؎

دی دمِ صبح بدیدم کہ چو شمعِ ایمن — از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن
طالعش سر ز فلک کوکبۂ ارزانی — کہ کواکب شد از و خیرہ بیکبار زدن
مہر از شب چو پدر آمد بکنارش گفتم — بط کشیدست بخود بیضۂ دادست زغن
یا مگر دایۂ چینی ست کہ شیرش خوردست — طفلِ رومی کہ بزاد از شکمِ زنگی زن
راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید — یا پسِ شامِ غریبی چو منے صبحِ وطن
یا بہا سے ست کہ از عنبرِ سارا گل شد — چون فرو ریخت ز نافِ شبِ گل مشکِ ختن
خواب می آمد و باد سحری خوش می رفت — دل سکون داشت ازین آمدن و زان رفتن
میرود باد کہ آید چمن ابرِ بہار — ابر آید کہ رود آب بہر جوے چمن
باد بر آتشِ گل و لالہ دامان زدن ست — ابر بر خاکِ چمن غرقۂ آب افشاندن
باد میخیزد و بیزد ہمہ جا مشکِ تتار — ابر بنشیند و ریزد ہمہ سو درِ عدن
ابر بکشاد چو از خدمتِ گلزار کمر — آب از موج زہر جو بکمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سید گل چین شد ‌ ‌ ‌ بام و دیوار و در و عرصه و کوی و برزن

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا ‌ ‌ ‌ چه بساتین چه صحارا چه تلال و چه دمن

سبز همچون فلک از سبزهٔ خودرو کهسار ‌ ‌ ‌ سرخ چون نار خلیل از گل نازان گلشن

دامن دشت ز گلگشت گریبان عروس ‌ ‌ ‌ روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش ‌ ‌ ‌ دشت پوشیده یکی حلّهٔ حمرا ببدن

نامیه دوخته گر بر تن گلزار امروز ‌ ‌ ‌ از حریر سمن و اطلس گل پیراهن

سرو را زآب روان هست قبا سیمابی ‌ ‌ ‌ لاله را اگرته گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا ‌ ‌ ‌ نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ ‌ ‌ ‌ خار چینند و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس است تو گویی سر شاخ ‌ ‌ ‌ لب که با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه زنار عروق اشجار ‌ ‌ ‌ میکند جامهٔ خورشید فرو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان ‌ ‌ ‌ همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لاله آل میان گل مهتاب بود ‌ ‌ ‌ شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد ‌ ‌ ‌ ماه و پروین که گرفته ست شفق پیرامن

لاله هندوی سیه مست که سازد در عید ‌ ‌ ‌ کاسه لبریز گلال از بقم و از روین

شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان ‌ ‌ ‌ صورت شمع شب افروز نهاده به لگن

هر کجا چشم گشائی همه نرگس بینی ‌ ‌ ‌ هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن

ہر کجا بوطلبی نکہت آراشب بوست — ہر کجا ذائقہ جوئی گل حلوا بدہن
ہر کجا پای نہی مخمل سبزہ فرش ست — ہر کجا دست بر آری پُر از گل دامن
طارم تاک نماید فلک و کاہکشاں — تاک از خوشۂ انگور چو پروین پرن

اخلاق | مولٰنا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات و سکنات مہذب و باوقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو ملکہ اور طبیعت ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اُس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب و مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماند و بود باقاعدہ اور شائستہ تھا۔ لباس و ثاقت اور صفائی کی شان لیئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاح پسند تھا، ذوق ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب الفاظ بندھ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلۂ درس میں ذوق ادب تمام اساتذۂ کرام کو رہا ہے۔

معاملہ فہمی | عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہل نظر مان گئے۔ پنڈت اجودھیا ناتھ، الہ آباد کا نامور وکیل، قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

ہبہ مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہلِ معاملہ مولٰنا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور ستھرائی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلیغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، دناءت اور پست خیالی سے دور رہیں۔

طرزِ تعلیم

طرزِ تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان وقار ہیبت زا ہوتی تھی جو قواعدِ تعلیم اساتذہ سے ملے تھے اُن پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو اُستاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیئے۔ مُطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مکرر لغزش ہوتی تو نفرین فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغ سبق کے بعد مطالب کتاب پر وقتاً فوقتاً غور کرے۔ اُستاد کی تقریر پیش نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہوجاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے بیسیوں صفحے میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی

میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ اپنے نکتہ سنج اُستاد سے استفادہ کا موقع ملا ۔ سنہ ۱۳۰ھ میں مولٰنا بھیکن پور تشریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

اور فقہ میں منیۃ المصلے اور کنیز الدقایق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی مع مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پورے اہتمام سے پڑھا ہُیں۔ مطالعہ، روک ٹوک، تاکید، زجرو توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مدارج طے ہوئے۔ میرا خیال ہی کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پُہنچا۔ میں نے مولانا سے منطق میں قطبی مع میر، ملا حسن، حمداللہ، حکمت میں ہدیہ سعیدیہ و میبذی، اُصول میں نور الانوار، توضیح تلویح تا مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتاب الرہن تک) عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر بیضاوی (سورۂ فاتحہ و ابتدائے سورۂ بقرہ)۔

جو حاصل ہوا فیض اُستاد سے جو رہ گیا اپنی قصور استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم اُستاد العلما مولٰنا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ اُستاد کا ادب نمونۂ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ بحرمتہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین مرض الموت کا ایک واقعہ عجیب ہی اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل۔ اُستاذ کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

تسلطِ تام پاچکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رحلتِ اُستاد کی خبر باحتیاط تمام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر رہے جان بے خبر نہ تھی۔ بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں، غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہوجائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے پوچھا کیوں؟ فرمایا مولانا نے رحلت فرمائی۔ تردید شدید کی، بے سود۔ صبح کو بسلسلۂ تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولانا کی مزاج پرسی کو گیا تھا، الحمد للہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا بکتے ہو۔ الحق ؎

بے واسطۂ گوش و لب از راہِ دل و چشم

بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم

حیدر آباد (دکن)

۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حبیب الرحمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ستایش و نیایش صانعے را کہ مطلع غرّاے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، و مصرعۂ برجستۂ ہلال در بیاض اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرائے کہ قصیدۂ مرصّع کہکشاں آراستۂ قلمِ قدرتِ اوست، و ابیاتِ مسجّعِ بروج پیراستۂ کلکِ بداعت او۔

و درود و سلام بر اورنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار قلمروِ "اوتیتُ جوامع الکلم"، خزینہ دار جواہر زواہر حکم، صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم ؎

اُمّی و حرف سنج تختۂ کن   قلمش راست کار و راست سخن

کاف و نوں یک رقم ز نامۂ اُو   لوحِ محفوظ زیر خامۂ اُو

سپس بر صیرفیان نقدِ سخن مبرہن ست کہ در بازارِ ہنر جنسے گرانمایہ تر از لآلی افکار عالی دستگاہاں نیست، ازیں ست کہ کامل عیاران صاحب نظر ایں بضاعت بیش ارزش را بہ بہاے جاں خریدہ اند، و بمیزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوشا طبعی کہ اگر نکتۂ از دسر بر زند، آں را بر جاں نگارند، و چوں در لطائف سخن نفسے بر آرد، ہمسنگ درد گہر شمارند۔

ہمانا سخن فیضے ست از فیوضِ الٰہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمٰن" برہانِ اوست،

و ترجمانِ دانش ست و آگاہی کہ "ان من الشعر لحکمۃً" آیتے ست در شانِ اوسے

قافیہ سنجاں کہ علم بر کشند — گنج دو عالم بہ سخن در کشند
بلبلِ عرش اند سخن پروراں — باز چہ مانند بداں دیگراں

امّا دریں دورۂ زماں رغبت عمومی اہلِ روزگار بہ ادبیات فرنگ، رنگ ازیں متاعِ عزیز بُردن است، و آں را بدست کساد سپردن۔ نادرہ فروشانِ ایں چارسو، از تنک مایگی مشتری و ناروائی کالا، دکانِ سخن برچیدہ اند، و سر در کنج خمول کشیدہ۔ طبقہائے یواقیت و دُرر بر طاق ناشناسی اُفتادہ، و درجہائے لعل و گہر تلف و بربادی را آمادہ سے

سوختیم و جوہر ما بر کسے ظاہر نہ شد
چوں چراغانِ شب مہتاب بیجا سوختیم

ہر چند در کساد سخن دل را آں چناں فرو نہ گرفتہ بود کہ اندیشۂ طبع نمودن کلام بلاغت نظام حضرت والدی المرحوم گرد خاطر گردیدے، لکن از بیم تلف کہ بمرور ایّام وقوع ایں گونہ حوادث محتمل ست، عزم داشتم کہ چوں ایں عروس زیبا پیرایۂ تمامی در بر گیرد، و چناں کہ قصائد نظم ترتیب یافتہ، غزلیات و قطعات ہم شیرازۂ جمعیت بندد، آں را مجموعاً بحلیۂ طبع آراستہ گردانم۔ و بہ نظر مشاہیر روزگار، خاصّہ احباب و مخلصان پدر نامدار رسانم۔

امّا برادر عالی مرتبت کہ در لاے پیوند تلمذ با والد مرحوم نسبت فرزندی ہم دارد، اعنی درِ فریدِ صدف اقبال، صدف گوہر کمال، نقاوۂ افاضل انام، سلالۂ اماجد کرام، ممہدِ ارکان دین پروری، مشید بنیان شریعت گستری، کامیاب دولت نشائتین، سمی محبوب رب المشرقین مسند نشین چار بالش کامرانی، مولٰنا حبیب الرحمن خاں شروانی، نواب صدر یار جنگ رئیس بھیکن پور، و صدر الصدور و شیخ الاسلام ممالک محروسہ دکن، صانہا اللہ

عن الشرور و الفتن ؎

وزیر الملک من نعما رفضلہ فصار بہ صدر الکمال ممجلا

اذا اشرقت بالبشر صفحۃ وجہہ کان علیھا البدر حین تھللا

آن کہ بر مسند بزرگی و کرامت صدرے مکرم تر از و نہ نشستہ، و در جو نیبار فضل و مکرمت سرِ شے سر بلند تر از و بر نخاستہ ؎

الیہ تناھی کل فخر و سودۃٍ

و منہ یباھی کل عز و رفعۃٍ

بشوق استعداد تقدم نمود، و نظر بر سوابق اخلاص و لواحق اختصاص ہمت بر طبع و نشر قصائد بر گماشت، و "خزینۃ المعانی" اورا نام گزاشت۔ و مرا کہ از کہنیہ پرستارانم، و کہنہ ہوا دارانٖ و با آں کہ ہیچ میرز و ہیچمدانم، و آنم کہ من دانم، تکلیف فرمود کہ دیباچۂ مختصرے در ترجمۂ حال والد علامہ بنویسم۔

از ادب دُور دیدم ریزہ ہائے خزف را در جنب لآلی شاہوار نہادن، و پارہ ہائے آبگینہ را بہ پہلوئے جواہر رخشاں عرضہ دادن۔ چنداں کہ رنگ بہانہ ہا ریختیم، و بزبان خموشی عذرہا آوردم، کمتر شنود۔ ناچار بحکم "الامر فوق الادب" بہ امتثال امر عالی پرداختم، و در کیسۂ بے بضاعتی انچہ از کالائے کاسد داشتم بہ سواد بردم، و بحرفِ اعتذارے کہ سالہاست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آوردہ است اکتفا نمودم۔

کہ نگزرند زمن از کرم چہ بہنادم سفال ریزہ بطرف لآلیِ شہوار

ازانکہ رسم قدیم ست وصیرفی داند خزف بگوہرِ رخشاں نہادہ در بازار

قصاید حضرت والد مرحوم، کہ یکے از فضلائے سر آمد عصر، و در پارسی والی ولایتِ نظم و نثر

بود، دیباچۂ دفتر فضائل اوست۔

آشنایان مراتب سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و دراں تفکر شایستہ نمایند؛ بر کمال قدرت او دریں شیوہ آگاہ شوند، و معلوم ایشاں گردد کہ کاخ والا انکرا او درچہ پایہ بلندی ست۔

عجب ترایں کہ بعد فراغ از مراتب علمیہ ہموارہ چراغ تدریس می افروخت، و بنابر موزونیت فطری گہ گاہ لباس نظم بر قامت شاہد معنی می دوخت، تا در سرزمین وطن بود مدتہا می گزشت کہ مصرعے موزوں نمی کرد، امّا چوں تقریبے رسدی می داد طبع معنی آفرینش باندک تامل سخن را بطریقۂ استاداں صاحب فن بکرسی می نشاند۔

از ہنگامے کہ بدکن آمد و با افاضل موزوناں آں دیار او را مشاعرات اتفاق افتاد، آئینۂ طبعش تازہ جلاے گرفت، و مشاطۂ فکرش در پیرانہ سری لیلاے سخن را بہ خلعت جوانی پیراست۔ الحق طوطی خامہ اش در محاورہ سنجی و سخن پیرائی، و سرہ گفتاری و سنجیدہ ادائے، منطق طوطیان شکرخوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ۔

شمیم متانت نوری از ریاحین الفاظش مشام آرا، و نکہت نزاکت ظہیر از بساتین معانیش غالیہ سا۔ در سلاست زبان و عذوبت بیان با بلبل شیراز ہمدستاں، و در دقت طرازی و معنی آفرینی ہمصفیر عندلیب شروان۔ در قطعۂ باآہنگ راست می سراید ؎

حرم قلم ز دست دبیر فلک فگند	پرویں گہر فشاند بہ نظم لآلیم
بلبل ز صوت خامۂ من شد صفیر زن	طوطی شکر شکست ز شیریں مقالیم

سخنش از اثر تکلّف بری ست، و ایں وصف در اشعار کمتر فصحا تواں یافت۔ غالب اشعارش قصاید ست، و غزل کم۔ اما دریں صنف نیز انچہ گفت ست درسفت ست۔ و از شرائف اوصاف اوست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند۔

از دست ؎

کجاست عرفیِ شیراز قلزم معنے — کجا کمال صفاہانِ ابر لولو بار
کجا ظہیر گہر سنج نظم تا شنوند — زمن دو حرف نیازے ضروری الاظہار

چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجاں غنیؔ — چادر گل بر مزار علویِ خوشخو زنند

غنی بطرز دلآویز بخیۂ غالبؔ — رقم کشیم بدانساں کہ خام کار کشد

داغؔ در بزم سخن خواجۂ شیراز بود — ذوقؔ در طرز غزل خواجوی کرمان اند

مولد و منشاء آں فرخ نژاد قصبہ مورشید آباد ست، از توابع فرخ آباد، کہ "الرجال من القریٰ"۔ ونسبش بہ پنج واسطہ با نواب الہ داد خان بنگش دیوان نواب رشید الدین خاں بانی مورشید آباد کہ از نیاگاں نواب محمد خاں بنگش والی مو فرخ آباد بود، می پیوند د بایں ترتیب عبد الغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حریف خاں بن عالم خاں بن نواب الہ داد خاں، غفرہم اللہ تعالےٰ ۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دو صد و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینو نشین عبد اللہ خاں علوی مورشید آبادی معروف بدہلوی، بقرابت قریبہ خال او بود۔ زانوے کتاب دبیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مورشید آبادی کہ تربیت کردۂ صہبائی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد تلمیذ رشید عبد اللہ خاں علوی تہ کردہ پایۂ رفیع حاصل نمود۔ در بست سالگی کہ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری بود، در شوق

استفادۂ علوم عربیہ اولاً در فرخ آباد پیش نواب عبد العزیز خاں عزیز بریلوی کہ از نحاریر فضلا و مشاہیر وکلا بود، روزے چند باستفادہ پرداخت۔ پس ازاں جا بہ کانپور رسید و مبادی صرف و نحو را نزد مولٰنا حسین شاہ بخاری متخلّص بو آصف کہ کتاب تحفۃ الہنود از مصنفات مشہورۂ اوست، و در آں زماں صدر آرائے وسادۂ درس در مدرس فیض عام بود، گزرانید۔ و چوں مولٰنائے مرحوم عزم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و ہیئت و معانی و بیان و فقہ و اُصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اُصول حدیث و تفسیر را خدمت علامۃ العصر استاذ الفضلا مولانا لطف اللہ، طاب ثراہ، کہ فضایل و کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار ست در فرصت کمے بہ تکمیل رسانید۔ اساتذہ اش بر غایت ذکا و اصابت رائے، و استقامت فکر او آفرینہا می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ آں قدر گرم روے داشت کہ محصلین را اکثر میسر آمن باشد۔

از جملہ مستعدانے کہ ہمدرس او بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست، متع اللہ المسلمین بطول بقائہٖ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحٰق پٹیالوی و مولانا المفتی عبد اللہ ٹونکی، و مولانا عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفرہم اللہ۔

پس ازاں کہ حضرت مولانائے مبرور بعزم مسند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور را وداع گفت، منصب تدریس در فیض عام باو مسلم داشتند۔ صیت فضل و فضائلش در اقل زماں آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دور بروے ہجوم آوردند۔ سہ سال در آں جا مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از نہاں خانہ سر بر زد۔ جمعے از مستفیدان با وے ہمرہی کردند۔ با وجود اشغال زمینداری، کہ وجہ معاشش ہماں بود، بہ تعلیم ایشاں می پرداخت۔

ہمدریں اوان باشبلی دوران مولٰنا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرّہ السامی که در معرفت و تقوی آیتے بود از آیات اللہ، و تفسیر آیۂ و اجتباہ، و در احیاے سنت قدمی راسخ داشت، نسبت ارادت درست کردہ سعادتہا اندوخت۔

دہ دوازدہ سال در وطن ہم بریں منوال بود۔ آخر از اوضاع اقارب کالعقارب خاطرش منزجر گشت، و احوال را با طبع خود ملایم نیافتہ بحکم غنا طبعی دست از املاک باز کشید۔ چنداں کہ دوستان و پیوستگان مانع آمدند، بہ آں رضا نداد، و چوں نظماے مدرسہ عربیہ دہلی او را بہ آرزو میخواستند، در ہزار و سہ صد ہجری بقصد مشاورت با حضرت مولانا لطف اللہ، نور اللہ مضجعہ، متوجہ علی گڑھ شد۔

امیر ہنرور و ہنرور شناس یگانہ نواب عبدالشکور خاں رئیس بھیکن پور انار اللہ برہانہ کہ از اعاظم امراے آں دیار بود، بنا بر سابقہ معرفتے کہ با والد مرحوم داشت، او را بجد تمام بہ مقام خود آورد، و بہ آموزگاری فرزندان برگماشت۔ تا در آں جا بود روزگار بکمال احترام و اعتبار گزرانید۔

در اوایل سنہ ہزار و سہ صد و سیزدہ از ہجرت، در نوبت دولت حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس، برفاقت علامی مولانا لطف اللہ، رحمہ اللہ، عازم گلگشت دکن گشت۔ سرو قار الامرا مدار المہام عہد او را در ظل عنایت خود آورد و تفقدہا فرمود۔ و ہمین جوہر شناسی نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کہ در ہنر پروری شانے بلند، و در علوم تازی و پارسی و انگلیسی مکانے ارجمند دارد، و در آں ایام زمام نظام مدارس و مکاتب ممالک محروسہ نظام عالی مقام، ضاعف اللہ اجلالہ و اقبالہ، بکف کفایت او بود، در مدرسۂ فوقانیۂ بلدہ بر و سادۂ افادۂ تازی و پارسی نشست، و با مشاہیر عصر کہ بکمال فضل و ہنر و کمال لطف و

موزونیت طبع سیمر بودند، و ازاں ربطے پدید آمد، مخصوصاً با دردی کش خمخانہ حقیقت مولانا عبد القدیر حسرت، و مہر جہاں افروز معنی گستری مولانا السید اشرف شمسی، و فروغ بخش شبستان سخنوری مولانا جمال الدین نوری، و شیر بیشۂ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر طباطبائی، مخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ، کہ تا حال خطۂ دکن بوجود ایں ارکان اربعہ بنیان دانش و آگاہی مفاخر و مباہی ست، ابقاہم اللہ تعالیٰ، اُنسے تمام داشت و ہموارہ با ایشاں سرگرم ہمطرحی بود، در ہر ماہ یک نوبت بالخصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت غفران مکان تنے چند از معارف را بہ میہمانی میخواست، و ہمہ ایشاں محض از برائے تفنگہ خاطر یاراں و تشحیذ دتنۂ طبع ددستان بزم سخن چیدہ داد سخنوری و سخن سنجی میدادند ؎

رونقِ انجمن از صحبتِ اہلِ سخن ست

سبز دارد پرِ طوطی چمنِ آئینہ را

قصایدش اگرچہ در مدایح واقع شدہ اما چوں بغنا طبعی مجبول بود ابداً بر ہیچ کس از ممدوحین اقتراح ننمود، و ہیچگاہ بطمع صلہ دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدۂ کہ بہ تہنیت عید دائرۂ جنۃ است می گوید ؎

منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیر غنی ست — غنا و گدیہ ز یک دیگرند دور و نفور

پُرست کیسۂ اسمِ من از نقودِ نقاط — چہ جیب طبع شناسنجم از دُرِ منثور

اگر در مکارمِ صفات، و محاسن اخلاق، و علو ہمت، و سمو فطرت، و شگفتگی طبع او تفصیلے رود سخن باطالت انجامد، و باشد کہ حمل بر ریا و مبالغہ گردد ؎

کسی کہ خلعتِ حسنِ ازل بقامتِ اوست

چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیاراید

از جملہ مصنفاتے کہ او راست، یکی "ارمغان" ست، در بیان محاورات زبان پارسی و تصحیح ربط اسما و افعال، و تنقیح ادات وصلات، تا ہندیان پارسی سرا در طریق محاورت بشیوۂ شیوا زبانان ایران و ہنجار ہموار ایشان درآیند۔ می گوید ؎

کتاب پارسی تالیف کردم تازہ ترتیبے کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی

نمودم کیں لغت را مصدر و حرف صلہ ایست کہ تا بینندہ در ترکیب بیند روے آسانی

رود بر نقش پاے پیشوایان سخن گستر درآید چوں ز باندانان بزم پارسی دانی

این کتاب دارلے ہزار و ہفت صد و سیزدہ صفحہ است، و بصلۂ تالیف آں از پیشگاہ حضرت غفران مکان آصف جاہ سادس چار ہزار ہفت صد و پیہ جائزہ گرفت۔

دیگر "تذکرۃ الشعرا" در ترجمہ حال سخنورانے کہ اشعار ایشاں بر سبیل شواہد در ارمغان گزاشتہ است۔

دیگر "حوار العرب" کہ مشتمل ست بر پنجاہ ہزار محاورۂ متعارفہ عربی، با ترجمہ پارسی و اُردوے آنہا۔ در تالیف ایں کتاب داد فضل و ہنر دادہ است و منتے تازہ بر طالبان محاورات تازی نہادہ۔

با پایانِ عمر دکن را وداع گفت و طرح اقامت در آگرہ انداخت، و ہم در آں جا بہ ترتیب و تسوید قصائد و بعضے از مقطعات کہ پراگندہ افتادہ بود، پرداخت۔ اگرچہ بسیار در تمنّاے آں بود کہ قصائد و غزلیات را زود تر شیرازہ بند طبع گرداند، لکن بنا بر بعضے ملاحظات طبع و نشر حوار العرب تقدیم داد۔ ہنوز جزو اوّل از آں بچاپ رسیدہ بود کہ پیک اجل در رسید، و در ہزار و سہ صد و سی و پنج از ہجرت در علی گڑھ جان بجاں آفریں حوالت نمود، و بجوار استاذ معظم مولانا لطف اللہ بخاک آسود، جعل اللہ الجنۃ مثواہما

در اختتام کلام لازم ست تشکرات قلبی را از آں برادر شفیق و محترم به تقدیم رسانم، اگرچه نمی توانم از عهدهٔ شکر یکے از هزار آں ایادی که بر خود دارم بیروں آیم -

لراقمه ؎

حقوق مهر و دلایش که جاوداں بادا — زباں کجاست که از صد یکی فرو خوانم

چو ذرّه گرچه حقیرم ولی بحمد الله — ز مهر ورزیِ او همچو مهر تابانم

کلاه گوشه به اوج فلک اگر شکنم — روا بود که محبِّ حبیبِ رحمانم

الٰهی تا دلِ دوستاں از دولتِ مهر و اخلاص مالامال ست، ذاتِ فرخنده صفاتش که عین کمال ست از عین الکمال امین، و دیدهٔ دلش بفروغ جمال فرزندان روشن باد -

والله ولی التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

حیدر آباد
غرّه ذیقعده سنه ۱۳۴۲ھ

هیچمداں محمد عبدالحمید خاں عفا الله عنه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ

متضمن تاریخ در تہنیت سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضورِ پُر نُور رُستمِ دوراں فلاطونِ زماں سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ مُظفّر الدولہ

نوّاب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ

جی سی ایس آئی۔ جی سی بی خلّد اللہ مُلکہٗ و سُلطانہٗ و افاض احسانہٗ و زان شانہٗ و صان عما شانہٗ

الٰہی تا جہاں باشد نگہدار این جہاں بان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

خدیوِ دادگر دارائے دانش و دہش گستر
خرد پرداز دین پرور فروغ افزائے ایماں را

شہے کار آگہی دانندۂ رسم و رہِ شاہی
جہاں فرماں دہی فرماں پذیرِ پاک یزداں را

معینِ ملتِ بیضا مطیعِ شرعِ پیغمبر
محبِ آلِ پاک و اہلِ بیت و چار یاراں را

فروغِ جلوۂ صورت جمالِ شاہدِ معنی
سوادِ نسخۂ ہستی بیاضِ صبحِ امکاں را

سرِ گردن فرازی پایۂ تمکیں دستِ بخشایش
دماغِ ہوش و مغزِ فکر و قلبِ علم و عرفاں را

فلک درگاہ مہر اورنگ زہرہ چتر و مہ دیہیم
زحل طاق و ثریا طارم و بہرام درباں را

محیطِ علم کوہِ حلم و کانِ گوہرِ دانش
سحابِ فیض و آبِ فضل و بحرِ بذل و احساں را

فریدوں رایت و جمشید تخت و کیقباد افسر
تہمتن زور و بہمن بازو و بہرام دوراں را

سکندر عزم و رستم رزم و خسرو بزم و جم ساغر
قدر قدرت قضا ابرام خاقاں ابنِ خاقاں را

ہمایوں وارثِ جاہ و جلالِ اکبر و بابر
ولی عہدِ جہانگیر و طغاں شاہ و قدرخاں را

کریمی زر دہی گنجینہ سنجی گنج بخشائی
درم ریزندہ دینار باری گوہر افشاں را

بخاک افگند جودش آبِ دیدہ مایۂ دریا
بہ آب انداخت بذلش خاکِ خفت معدنِ کاں را

کفِ زر بخش و گوہر بار گنج افشاں درم ریزش
برآمود آستین و جیب و داماں و گریباں را

نثارش از گدایاں تا بہ بیع آرد فلک امروز
زر خرشید افگندست در یک پلۂ میزاں را

بود ہموارہ صبح و شام و روز و شب مہ و سالش
مسرت خیز و یمن انگیز و امن آمیز دوراں را

خصوص ایں سالِ خرم حالِ نیکو فالِ فرخ فر
بود نوروز رنگ افروز نخلستانِ امکاں را

ہوائے دلکشائے برشکال امسال گسترد ست
برنگِ سبزۂ گلگوں بساطِ گل فروشاں را

بساطِ سبزہ و ریحاں کہ خوابِ مخملِ کاشاں
کشد خمیازۂ حسرت کہ بیند دیدہ کاش آں را

برآمد ابر آزارے گلاب افشاند در گلشن
دمیدہ باد نوروزے عبیر آمود بستاں را

زہے فصلِ گل انگیزی کہ نخلِ شمع را بینی
چو گل بشگفت ہر گہ باد سازد گل چراغاں را

خورد در خانہ بی سیرِ چمن ہر کس دریں موسم
ز گلہائے نہالے بوئے گلہائے نہالاں را

شگوفہ می کند از آبِ خجلت روئے شاخِ گل ہر دم
کہ ترسد امتلائے معدہ رنج آرد ختاں را

ز جوشِ نامیه هر تخم پیش از کاشتن روید — مبادا بر زمین از تخمه بر بندند بهتان را

زمین نازد که فوراً خوشه میزان کشد دانه — فلک پیچد که آید زیر مهر از خوشه میزان را

فلک گلهائے انجم با گلِ خورشید نفروشد — زمین گلهائے خورشید و نجوم آورد کیهان را

ز آب افروخت آتش شبنمِ تر دستِ انگر — بر آورد آب از آتش ببین با دو بهاران را

یکے آب افگند بر سرخ گل رخسار او شوید — یکے آتش بریزد بر فروزد رشتۂ تابان را

ز بیم آن که آب بر خاموشش نگرداند — هوا بر آتشِ گلنار زد هر لحظه دامان را

سحاب آبش زند تا آتشِ گل شعله نفروزد — که آب و آتشِ خاموشِ گل باید گلستان را

نه پنداری که در معنی فساد آب و هوا دارد — سخن در لفظِ خاموشی ست با دو آب باران را

رسید آن خرمی زین سال نو در خاطرِ عالم — کز ابرِ نوبهاران تشنگانِ باغ و بستان را

چنان بر خویشتن بالید انفس و آفاق از شادی — که تنگ آمد فضائے لامکان تنگ امکان را

تخالف شد ز طبعِ آب و آتش خاک و باد مرد — که خود کیفیتے غیر از مسرت نیست ارکان را

چنان سعی روش سر را امسال شد ز نامیه ساری — که از هر شاخ می روید گلِ سوری و ریحان را

گره از کارها بکشاد این جشنِ گره بندان — که می خیزد گره از رشتها افسون طرازان را

بحلِ عقدۂ راس و ذنب آمد قمر مائل — بنات النعش شد عقدِ ثریا چرخ گردان را

نشست از خاطرِ عشاق رنجِ دل ز بس شادی — که از ابرو گره بر خاست نازِ مه جبینان را

ز تحریکِ نشاط است اهتزازی در هوا ساری — که شد عقدِ حباب و ژاله مشکل بر دو باران را

دمد گلهائے خندان در چمن از شاخِ بی غنچه — نیفتد تا گره در کار نخلِ باغ و بستان را

صبا را هر سحر از شبنمِ تر شانه در دست است — که تا بکشاید از سنبل گره گیسوئے پیچان را

بخود هر چند چون اندام بالیدست از شادی — قبا هم بند خود بشکست و هم بندِ گریبان را

مگر بادِ کشادِ کارِ عالم هر سرِ سالے — گره در رشتۂ سالش نزند تدبیر نسیان را

ربیع آمد و محبوبِ جهان را جلوه گه زین رو — بهار افروخت فیضش لاله و نسرین و ریحان را

مشرف شد ربیعِ اوّل از محبوبِ حق اوّل — ربیعِ آخر آخر یافت محبوبِ علی خان را

الٰهی سایهٔ مهرش بود ممدود بر عالم — بود تا سایهٔ ممدود مهر و ماهِ رخشان را

عقودِ رشتهٔ عمرِ درازش باد افزون تر — ازان دوراتِ مستقبل که باشد چرخِ گردان را

غنی تاریخ جشنِ سالِ نو گفتم گهر سفتم — که سالِ نو مبارک جشنِ سلطان ابنِ سلطان را

قصیده

مدحِ بندگانِ عالی متعالی بالقابه خلّد اللّٰه سلطانه و ایّد انصاره و اعوانه

دی دمِ صبح بدیدم که چو شمعِ ایمن — از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن

طالعش را ز فلک کوکبهٔ ارزانی — کز کواکب شده از ذخیره برنگِ ارزن

مهر از شب چو در آمد بکنارش گفتم — بط کشیدست تو بیضه که ز دستِ زغن

یا مگر دایهٔ چینی ست که شیرش خوردست — طفلِ رومی که بزاد از شکمِ زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید — یا پسِ شامِ غریب چو منی صبحِ وطن

یا بهارے ست که از عنبرِ سارا گل شد — چون فرو ریخت ز نافِ شبِ گل مشکِ ختن

خواب می آمد و بادِ سحری خوش می رفت — دل سکون داشت ازین آمدن و زان رفتن

می وزد باد که آید چمن ابرِ بهار — ابر آید که رود آب بهر جوئے چمن

باد بر آتشِ گل و لاله دامان زدن ست — ابر بر خاکِ چمن غرقهٔ آب افشاندن

باد می خیزد و بیزد همه جا مشکِ تتار — ابر بنشیند و ریزد همه سو دُرِ عدن

ابر بگشاد چو از خدمتِ گلزار کمر — آب از موج ز هر جو به کمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سبدِ گل چین شد — بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن

آن — صحنِ خانه کوچه

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا
چه بساتین چه صحاری چه تلال و چه دمن

سبز همچون فلک از سبزهٔ خودرو کهسار
سرخ چون نارِ خلیل از گلِ ناراں گلشن

دامنِ دشت ز گل گشت گریبانِ عروس
رُوے صحرا ز ریاحین همگی پشتِ چمن

کوه انداخته یک چادرِ کاهی بر دوش
دشت پوشیده یکے حُلّهٔ حمرا ببدن

نامیه دوخت دگر بر تنِ گلزار امروز
از حریرِ سمن و اطلسِ گل پیراهن

سرو را زآبِ رواں ست قبا سیمابے
لاله را کرته گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشتِ علیا
نخل چوں سدرهٔ و طوبی بزمیں سایه فگن

نخلبندِ چمنِ چسلد به پیرامنِ باغ
خارچیں بیند و گوید که چمن پیرامن

گردن و دستِ عروس ست تو گوئی هر شاخ
بس که با غنچهٔ و گل آمده دست و گردن

قوتِ نامیه از تارِ عروقِ اشجار
می کند جامهٔ خرشید رفو چوں درزن

مشعلِ لالهٔ و گلنار شد از بادِ خزاں
همچو شمعِ شجرِ وادیِ ایمن ایمن

لالهٔ آل میانِ گلِ مهتاب بود
شمعِ تابندهٔ ناهید بقندیلِ پرن

در شقایق گلِ مهتاب شگفته باشد
ماه و پرویں که گرفت ست شفق پیرامن

لاله هندوے سیه مست که سازد در عید
کاسه لبریز گلال از بقم و زردین

شاخِ شب بوے شگفته بیفالِ ریحاں
صورتِ شمعِ شب افروز نهاده به لگن

هرکجا چشم کشائی همه نرگس بینی
هرکجا گوش دهی مرغ نوازد ارغن

هرکجا بو طلبی لخلخه آرا شب بوست
هرکجا ذائقه جوئی گلِ حلوا بدهن

هرکجا پاے نهی مخملِ سبزه فرش ست
هرکجا دست برآری پُرد از گل دامن

طارم از تاک نماید فلک و کاهکشاں
تاک از خوشهٔ انگور چو پرویں و پرن

گلِ یوسف که عزیزے ست مصرِ گلزار
می فرستد سوے رضواں بصبا پیراهن

لاله از تنگیِ جا زیرِ زمیں ماند و شگفت
چوں شهیدِ کفن آلوده بخوں در مدفن

یا چو لعلِ شفقے در کمرِ کوه نهاں / یا عقیقِ جگری در دلِ کان و معدن

گل شگفته دمد از شاخ و صبا در گلزار / هرزه گردد که زند خنده بر ویش گلشن

بے صبا خندۂ گل این گلِ دیگر بشگفت / بو العجب ماندم و انگشت ز حیرت بدهن

بس شگفت آمدم این طرفه شگفتِ گلها / در خود افتادم و با خویشتنم بحث و سخن

ناگهاں بر لبم انگشت صبا زد که خموش / غالب امروز بود جانبِ جوشِ گلشن

غالب آں شاعرِ شیرین سخنِ نکته سرائے / گفت بر زعمِ من این حرف بدیوانِ سخن

گر همین جوشِ بهارست چه حاجت بصباست / که خود از تنگیِ جا پیرهنِ غنچه قباست''

گفتم این جوشِ بهاراں سببش چیست بگوئے / گفت از جوشِ مسرّت ز زمین تا بزمن

گفتم این جوشِ مسرّت بچه عنواں آمد / گفت جشنِ حسن و سعد و سعید احسن

گفتم این جشن چرا گفت ندانی هیهات / این قدر بے خبرائے دفترِ هر دانش و فن

جشنِ سال گره بادشهِ داد گرائے / جشنِ سال گره فخرِ سلاطینِ زمن

جشنِ سال گره آصفِ جمشید سریر / میر محبوب **علی** بادشهِ ملکِ دکن

آں که جشنِ گرهش آمده در ماهِ ربیع / که دماند گل و لاله بر اطلال و دمن

آں که مدحِ چمن افروزیِ طبعش در باغ / سرو و شمشاد سرآید بزبانِ سوسن

آں که از نکهتِ خویش که بهشتِ دگرست / غنچه بر شاخ بود نافۂ مشکینِ ختن

گل زرِ جعفری اندوخته ز جودش در جیب / پر ز دینار و درم کرد درمنه دامن

گلبن از لاله بدورش مئ عشرت در جام / وز گل و غنچه بهم یافته پیمانه و دن

گل شب بوست از و ماه شب افروز بباغ / آفتابے ست ز مهرش گلِ خرشید چمن

شفقتش دایۂ اطفالِ گلستاں آمد / که چکد از شغفِ مهر ز پستانش لبن

غنچه طفلے ست که پیچید بقماطِ لطفش / بلبل از مدحتِ شه شام گهش نا نوزن

مهرِ او مهد دلاسا که بتحریکِ نسیم / نتواند که دمے ایستد از جنبیدن

لالہ گوید دلِ ما شاد زسالِ گرہش | نرگس ایما کند از شوق کہ چشمم روشن

شاخ رقصاں ز طرب باغِ چمن نغمہ سرا | غنچہ انگشت زناں برگِ شجر دستک زن

من بہر حرف ثناخواں بزبانے کہ مراست | گو مرا ہر زباں دست ندادست دہن

یارب ایں گلبنِ شاہی بہ بہارِ جاوید | گلفشاں باد و جہاں را پُرداز گل دامن

منّتِ یزداں کہ زجاں بندۂ احسانِ شہم | کہ رسیدست ز شہ منتِ ذی من با من

بہتر از بادِ صبا تہنیتِ شہ گویم | بدعا دست برآرم بکشایم دامن

راست آہنگ نوائے زنم از راہِ نیاز | نے بقانون سرود و نہ بسازِ ارغن

نے خراسان و صفاہان نہ عراقش پردہ | نے زناہید ترانہ نہ ز مطرب تن تن

نے بہ تشبیبِ وصال و نہ بتقریبِ فراق | نے بہ تمہیدِ بہار و نہ صبا و نہ چمن

سادہ یک نقشِ دعائے کہ ز فرطِ اخلاص | با نشیدِ دلِ عشاق بود پہلو زن

پر اثر مطلعِ موزوں کنم انشا بدعا | کہ قبولش برد از شوق چو گل در دامن

باد فرخندہ ز افضالِ خدائے ذوالمنن | جشنِ سالِ گرہِ بادشہِ ملکِ دکن

میر محبوب علی شمعِ شبستانِ بتول | نونہالِ چمنِ حیدرِ کرار زمن

آں کہ از ہیبتِ او کاہد و بر خود لرزد | روحِ اسکندرِ رومی تنِ خاقانِ ختن

آں کہ از دادگری رونقِ کسریٰ بشکست | آمد از دیدہ وری ساغرِ جمشید شکن

آں کہ از جودِ خداداد در آفاق گرفت | شہرۂ حاتم و ہم جعفر و ہم معن معًا

آں کہ در شیوہ و شکل ست عزیزِ دل و جاں | صورتِ یوسفِ صدیق بوجہِ احسن

آں کہ در حلۂ شاہی ز ازل دوختہ اش | تکمہ از مہر بود گوئے ز پروین و پرن

پنجۂ آہنیِ او دمِ ہیجا بشکست | سرِ گیو و کمرِ رستم و پشتِ پشن

روزِ ہیجاش بود رستمِ یکدست چو زال | پیرِ زال ہنگامۂ رزمش چوں زن

از نہیبش چو کفن زیرِ زرہ گشت حریر | شکلِ تابوت شدہ بر تنِ دشمن جوشن

شد صلاتش ہمہ غائب وحاضر موصول
درضمیرش نہ دوی وتست نہ ماؤنے من

اے خوش ایں سال کز افضال خداوند جہاں
شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و محن

ہر کسے را دلِ شاداں ولب خندہ زن است
چہ بمعنی وچہ صورت چہ بسرّ وچہ علن

دل کہ پرویزنِ خوں بود ز دیدہ کنوں
خندہ از شوقِ المِ بخیہ ریزد بدہن

طرفہ ہنگامۂ سور است کہ از گرمیِ آں
شمع را اشک بود سرد کہ افتد بہ لگن

خندہ انگیز نشاطے کہ چو حرفِ خندہ
یک لب از سور ہم نامدہ ہنگام سخن

مدحتِ بادشہ وجشنِ مسرت افزا
بیش از آں است کہ آید بنوشت و گفتن

بہتر آں است غنی کز رہِ اخلاص و نیاز
لب کشایم بدعا گرچہ نہ بود دست دہن

تاقیامت بسلامت بکرامت باشد
یارب ایں آصف جمشید حشم شاہ دکن

تنِ بدخواہ بدامِ اجل افتد ز عروق
رگِ جاں باد کمندِ اجلش در گردن

بر لبم حرفِ دعا بود کہ فرخندہ سروش
بستاند از رہ تاریخ و بگفتا بامن

مصرعے گو میتاں زر وئے جمل سال برار
جشنِ سالِ گرہِ شاہِ جہاں دار دکن

۱۶ ۱۳ھ

قصیدہ

در تہنیتِ سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

دگر بہار بیار است بزم بستاں را
برنگ و بوئے دگر ساز داد ساماں را

سپیدئے نگارِ گلستاں برنگِ ہشت بہشت
بکار داشتہ چوں نقشبند رضواں را

بشرق و غرب کشید ست بادِ نوروزی
بلند خیمۂ ابر و طناب باراں را

بطاقِ ابر دمادم چو تیغ نوبت زن
دوال برق زدہ کوس رعد غراں را

بزیب هفت و نه آراست همچو هشت بهشت — بنقش جهاتِ جهان چار طاقِ ارکان را

ز سبزه هائے زمرد قماش گسترده ست — بساطِ مخملی سبز رنگ کاشان را

زهے لطافتِ سبزی که مخمل کاشان — کند خیال که بیند بخواب کاشان را

چو نقشهائے نهالی ز نو رسیده نهال — فگنده بو قلمونی بساط الوان را

زمین تمام تو گوئی سفال ریحان ست — زبس که کرد هوا سبز تخم ریحان را

کمال قوتِ خود کرد نامیه در فعل — نماند زیرِ زمین گل فضائے امکان را

کنون چو خار بدل می خلد اگر خوانی — زمین گل بدل گل زمین گلستان را

بصدر باغ که لبست ست تازه آئینش — چو بارگاه سلاطین روئے گیهان را

سریر سبز زمرد نگار شاخ نهاد — جلوسِ میمنتِ خسروِ گلستان را

فلک نظیر سریرے ست ثابت و سیار — نه سر بباد چو تختِ روان سلیمان را

نشست خسرو گل بر سریر باغ چنان — که آفتاب سریرِ سپهر گردان را

چمن ز گرمیِ بزم ست خرگهِ خورشید — در آسمان و زمین فرق نیست دوران را

وزیر اعظم گلزار سروِ پایه بلند — بخدمت آمده چون ماه مهرِ رخشان را

دبیر خسروِ گل نرگس در دست قلم — گرفته همچو عطارد بکف قلمدان را

بهار دید که ناهید ناظرِ مهر ست — بخواند ناظر گل عندلیبِ بستان را

بسان ترک فلک میر لشکرِ باغ ست — بدست خنجر ازان ست بید لرزان را

رسید لاله بدستار و فش چو قاضی چرخ — که صدر آمده دارالقضائے بستان را

نهالِ تاک که میرِ عمارت ست آمد — فرازِ طارم و ایوان نمود کیوان را

امیرِ آتشِ گلشن حنا ر آتش بار — پئے شکست خزان چون شهابِ شیطان را

ستاده نیزه بکف چون سماک رامح چرخ — بلند ساخت صنوبر نشانِ سلطان را

بشاخ تاک چو قندیل خوشهٔ انگور — بجائے عقد ثریا ست بزم بستان را

براہِ صحن چمن سبزہ کہکشاں آمد — بر اوجِ چرخ سراپردہ زد خیاباں را
ستادہ جملہ امیران پاے تختِ چمن — چو روشنانِ ثوابت سپہرِ گرداں را
شقائق و سمن و جعفری و نافرماں — ستادہ اند کہ از جاں برند فرماں را
گلِ ہزارہ و صد برگ و صد ہزار دگر — کسے شمار کند تا کجا ہزاراں را
شگفت ماندم و گفتم کہ طرفہ انجمن ست — بطرزِ تازہ طرازیکہ بستہ اند آں را
مگر ز انجمنِ انجمے فرو زندہ — باستعارہ گرفتند ساز و ساماں را
بہار گفت بمن ایں گلِ دگر بشگفت — کہ خندہ ہاست ازاں بر رخِ تو بستاں را
متاعِ رونقِ بزمِ چمن کہ از شوقش — بشد عنانِ صبوری ز کفِ دل و جاں را
کرشمہ ایست ز بزمے کہ خود سپہرِ بریں — برد بگدیہ پئے سازِ بزم ساماں را
بہارِ عالمِ جاں بزمِ جشنِ سالگرہ — کہ تازگی ست ازو بوستانِ امکاں را
خجستہ بزمِ شہِ جم حشم کہ در دورش — کسے بیاد نیاورد خان و خاقاں را
نظامِ ملکِ دکن شہریارِ آصف جاہ — کہ یادگار بود آصف و سلیماں را
خدایگانِ سلاطیں کہ آستانۂ او — چو کعبہ قبلۂ حاجت شدست شاہاں را
زہے سپہرِ معالی کہ در صفِ خیلش — علم بدوش بود آفتابِ تاباں را
سپہر قصر و ثریا محل قمر منزل — کہ ساختہ ست چو کیواں بلند ایواں را
گزشتہ است ز افلاک رفعتِ شانش — بود مدار مدارش چرخِ گرداں را
خجستہ کوکبِ بختش بماہِ میلادش — فزود گرچہ سعادت چو مہر میزاں را
دہد بغیر ترازو و نیک و بد سنجد — کہ مہر بہرِ دہش بر گرفت میزاں را
بروزگار ہمہ دانیش ز بیخ اُفتاد — اصولِ فلسفہ دانشورانِ یوناں را
نعیمِ حکمتِ حقش کہ خوانِ الوان ست — نوالۂ ز نوالش رسید لقماں را
نشاند غیرتِ جودش بخاک بحرِ محیط — فشاند خوں بجگر بذلِ او بدخشاں را

ز جود اوست کہ تحصیل حاصلش داند | گدا کہ خواستہ تحصیل حاصل کاں را
بروز یاد چو احسانِ خود اساءت غیر | بخاطرش نبود جز دو نیم زنبان را
مکارمش بر عایاے دولت ست عمیم | چو با ہماں و گیاہ و گل ست باراں را
یکے بصورتِ تمثیل بہرِ ایں دعویٰ | بود دلیل کہ بس آمدست برہاں را
بباغ عامّہ بزمِ سرورِ سال گرہ | نہاد عام رعایا قدوم سلطاں را
بلائے شاہ بچینیم کہ ہمچو ابرِ بہار | رسید قطرہ زناں آب داد لبشاں را
قدوم بادشہِ مہرباں بہ مجلس عام | فزوں ز محفلِ خاصاں نمود خاص آں را
زبانِ حال رعایائے شادمند آمد | سپاس گوئے قدوم خدیوِ گیہاں را
بہ سمع آں کہ ادایش بطرزِ خاص آمد | صلائے عام بگوئیم گوشِ یاراں را
ز مصر یوسفِ صاحب جمال جاں افزا | بجلوہ ساختہ روشن سوادِ کنعاں را
گزر فتاد ببالیں گہِ مریضِ حزیں | مسیح چارہ گرِ جانِ ناتواناں را
رسید روح روانی کہ زندہ شد امید | تنِ ضعیف و نحیف و فسردہ پژماں را
ملول غمزدۂ را بہ کلبۂ احزاں | رسید عید مسرت فزائے گیہاں را
الم کشیدۂ سی روزہ یافت بر لبِ بام | ہلال عید نشاط آور دل و جاں را
بہ تیرہ منزلِ مورِ ضعیف روے آورد | مگر قبول ضیافت شدہ سلیماں را
بجاے ذرۂ بیتاب خستہ خاک آلا | نزول جاہ و جلال ست مہرِ رخشاں را
زمین طالع روشن بہ تیرہ منزل شب | قدوم فیض لزوم ست ماہِ تاباں را
ز بخت تشنۂ تفسیدہ کام تفتہ جگر | رسیدہ تالبِ خود یافت آبِ حیواں را
بہ جنبش آمد و از مہر در کنار کشید | چو دل بقطرۂ بے آب سوخت عماں را
سحاب بحر نوال آمد و بہ قطرہ زدن | رساند آب کرم کشت زار دہقاں را
دہانِ او کہ پُر از آب بود پُر دُر شد | چو یافت تشنہ صدف آبِ ابر نیساں را

فگند سایہ و از خاک برگرفت کہ بود | سرے بہ شبنم بے آب مہر تاباں را
بہار آمد و از ابر تازہ کارے کرد | نہال ساختہ افسردہ باغ و بستاں را
بدوش باد صبا گل در آشیاں آمد | نخواند گو چمن بلبلِ ثنا خواں را
زہے سپاس گزار و خہے سپاس پذیر | کہ باب آمدہ ہر یک سپاس شاہاں را
غنی ز طول سخن باد عائے شہ پرداز | کہ نیست تاب ازیں بیش طبع شاہاں را
ہمیشہ تا بہ فلک بزم ثابت و سیار | بود ز خسرو و انجم خجستہ دوراں را
خجستہ بزم بود از نظام آصف جاہ | سپہر و مہر و زمین و زمان و کیہاں را

ترجیع بند

در تہنیت سالگرہ

الٰہی تا رسالت فخر باشد نوعِ انساں را | الٰہی تا بود فخر رسل خاتم رسولاں را
الٰہی تا بود وحی منزل وصف قرآں را | الٰہی تا بقرآں سی و چار امر ست یزداں را
الٰہی تا بود تصدیق اصل ارکانِ ایماں را | الٰہی تا نماز آمد عمادِ دین مسلماں را
الٰہی تا زکاتِ زر بود حسبِ نصاباں را | الٰہی تا طوافِ کعبہ باشد حج گزاراں را
الٰہی تا بود سی روزہ مقرون چار ارکاں را | الٰہی تا مبارک سی و چار ست اہلِ ایماں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوبِ علیخاں را

چو در دنیا رسولِ رحمت للعلمین آمد | فراواں فرخی در عالم دنیا و دین آمد
طفیلِ عشرۂ کامل ز اصحابِ کرام او | لوائے دولتِ اسلام فیروزی قریں آمد
ز نہ ازواج پاک و چار دختر آفتاب اختر | ظہور خیر و یمن ذات ختم المرسلیں آمد
امام یازدہ از آلِ پیغمبر کہ ہر فردش | چو طومار یسیں بودہ چو فردِ اولیں آمد

الٰہی تا زمین انتساب احمدِ مرسلؐ مبارک این چہار و سی بحالِ مومنین آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

مبارک تا بود نوروز رنگ افزا گیہان را مبارک تا بود برجِ حمل خرشید رخشاں را
مبارک در ثریا تا بود ہر قمر منزل مبارک تا بخوشہ تیر باشد چرخ گرداں را
مبارک تا بہ برجِ حوت رقاصِ فلک آمد مبارک تا زبہرام فلک حدی ست دوراں را
مبارک سعد اکبر تا بود در خانۂ سرطاں مبارک تا شمار و نحس اکبر برج میزاں را
مبارک تا بہ بست و ہفت منزل ہفت اختر شد مبارک تا بود این سی و چار اختر شناساں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

درا زندگی کہ نقاشِ بدیعش کردگار آمد عقول عشرہ نقشِ اولینش در شمار آمد
دگر آں جوہر ارزندہ نفسِ ناطقہ کو را حواس عشرہ در ادراک جزئی دستیار آمد
پسش آں جوہرِ قابل کہ میخوانی ہیولائش بہر دو صورتِ جسمی و نوعی سازگار آمد
سہ پس جسم طبیعی کیں سہ جوہر کرد تعویش پس این جملہ نہ جنس عرض بر وے بکار آمد
الٰہی تا جہانِ انفس و آفاق را ز اول ہمایون و مبارک این ہمہ سی و چہار آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

بود تا عالمِ اجسام را اجزائے جسمانی ز نہ افلاک گرداں و ز ہفت اختر گردانی
دگر اربع عناصر کاب و آتش خاک و بادستی سپس آں چار کیفیت کہ شد با چار ارزانی
موالید ثلاثہ کآمد از ترکیب چار عنصر جمادات و نباتات و ہمہ انواع حیوانی
سپس آں ہفت اقلیمی کہ شد در حکم ہفت اختر چو اقلیم دکن در حکم محبوبِ علی خانی

غنی تا هست زین سی و چهار اشیا که بشمردم ‏ نظام عالم اجسام از تقدیر یزدانی

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطان را

نظام الملک آصف جاه محبوب علی خاں را

قصیده

در تهنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

بیا که در دکن آں فصل برشگال رسید ‏ که آبسال بفردوس زآب سال رسید

اگر نه گلشن دنیاست سرزمین دکن ‏ اگر نه روضهٔ عقبیٰ در اقتبال رسید

چرا نسیم ز فردوس هر سحر آمد ‏ چرا شمال بهر شام از شمال رسید

دکن شدست بهشت برین تمام و کمال ‏ بباغ و راغ نضارت چو بر کمال رسید

صبا بشوق تماشائی باغ و بستانش ‏ ز شرق رخت سفر بسته چوں شمال رسید

بشست و شوی زمین باغ طشت حوض آورد ‏ سحاب مشک بدوش و بدستمال رسید

گزشت سال سیاه و سحاب سرخ و سپید ‏ بسبز کردن ایام برشگال رسید

گریست ابر بهاری و باغ شد خنداں ‏ خوش ست گریه که از بهر خنده فال رسید

سحاب اشک فشانده چو دیدهٔ یعقوب ‏ صبا چو نکهت یوسف خجسته فال رسید

سحاب معجزه انگیخت بر خلاف خلیل ‏ کز آب آتش گلشن باشتعال رسید

متاع آب رسیدست صنعت داؤد ‏ زره ز باد چو بر موجهٔ زلال رسید

ز بسکه ابر شب و روز هفته بار آمد ‏ سر طراوت او تا بماه و سال رسید

به پیش ابر سیاهے پس سپیدهٔ صبح ‏ نه شد سفید سیاهی که از لیال رسید

سحاب بود چو مستسقی به نشتر برق ‏ هوا کشاد رگ ابر کا عتدال رسید

سحاب چون زن هندو سبو که بر سر داشت — شکست و رعد گواهی برین مقال رسید
ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری — هلال نیز ز مشکش با نهلال رسید
چنان فزود بهر جدول آب بر امسال — که در جداول تقویم پارسال رسید
چو آب خضر بظلمات آب ابر سیاه — حیات بخش گیاه و گل و نهال رسید
چو صبر در دل عاشق چو آب در غربال — نماند در کف ابر انچه از زلال رسید
ز فیض بارش باران چو رند تر دامن — به خشک دامن زهاد هم بلال رسید
چنان رطوبت باران و باد تعدیل است — که زهد خشک ریائی باعتدال رسید
چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی — که تر شدست چو باران بانفعال رسید
ازین که باد چو باد مسیح جان بخشاست — ازینکه آب چو آب خضر زلال رسید
نبات را به تن مرده روح تازه دمید — نهال سبزه خضروار دیر سال رسید
ز کارگاه بهاران قماش گلبن باغ — بسرخ کرتهٔ شبنم بسبز شال رسید
بسر کشید ز ابر سیاه بالاپوش — که زیرپوش خود از سبزهٔ نهال رسید
چنان بخشک و تر آمد ظهور نشو و نما — که برگ و بار بشاخ سر غزال رسید
بر آمد از قفس خاک طوطی سبزه — ز کوهسار چو زاغ تذرو بال رسید
قوای نامیه از بس که بخت کار آمد — رسید میوه همانندم که بر نهال رسید
سحاب و رعد و چمن خلد و صور اسرافیل — که هر دمیدهٔ نورس جوانه سال رسید
فغان رعد ز هجر رباب بود و کنون — رباب و رعد بهم ناله از چه حال رسید
همه نهال ز آب سفید سبز آمد — تمام سبزه ز ابر سیه نهال رسید
بروی نرگس خوابیده آب زد چو سحاب — سبک ز خواب گران جست و پیش حال رسید
شد از نجوم پر انوار خیره رای حکیم — که کهکشان نه خیابانش در خیال رسید
چنان شمیم ز سنبل شدست عنبربار — که نافه خون شد و خون در دل غزال رسید

بود زمینِ گلستاں بگونہ بگونہ شجر — نہالی ز مشجّر کہ از نہال رسید

گسستہ دُرّ نجوم انچہ شب بر رشتۂ صبح — ز دستِ ابر بہاری باختلال رسید

ہوا گسست ہمہ دستہائے مروارید — ز ابر گرچہ بسے رشتۂ لآل رسید

چناں کہ دست گہر بارِ شاہِ دریا دل — فشاند ہر چہ ز دریا بہ بیت مال رسید

خدائگان سلاطین خدیو دادگرائے — کہ داد ریش ز دادار بیہمال رسید

نظامِ ملک دکن شہریار آصف جاہ — کہ ملک و جاہ بوی از ملک تعال رسید

جنوب رشکِ شمال آمد از شمائل تو — و داغ ملک دکن را ازیں شمال رسید

رسید مَیں دکن شعریِ یمانی را — کہ در فروغ بہ از شعریِ شمال رسید

تو آں خجستہ خلف بودۂ کز اسلافت — ہر انچہ بود بہ ماضی ز تو بحال رسید

خصائلِ تو نبودست حدِ ہیچ بشر — مگر فرشتہ توانِد بدیں خصال رسید

تو یوسفِ دگری ورنہ یوسف کنعاں — کجا بہ مصر عزیزے بدیں جمال رسید

سپیدیِ کہ سیاہی بر آفتاب زدست — ترخِ سپید ترا از رہِ جمال رسید

تو سرخ روی از انی برنگ لالۂ آل — کہ در درونِ تو حبِ علی و آل رسید

بدہر کیست نظیرت بعاشقیِ علی — کہ شد محبّ و بمحبوبی از کمال رسید

ولت بخلق و بخالق ضمیر متصل ست — برنگِ مستتر و بارز اتصال رسید

زباں بگید چو نام تو بر لباں آمد — رواں شگفت چو بوئے تو در خیال رسید

مآثرِ تو چو سیار ہا بسائر خلق — بشام و صبح و شب و روز و ماہ و سال رسید

طمع کہ از غمِ مال و منال می نالید — کفِ تو گفت کہ اینک منال و مال رسید

ز شوکتِ تو فریدوں نہد لطاق شکوہ — ز ہیبتِ تو تہ چاہ پورِ زال رسید

بقدر جاہ بلندت رسید کے کاؤس — بخیل تو چو کیتان و کوتوال رسید

چنیں جلالتِ شانِ جہاں جلیل شکوہ — ترا ز لطفِ خداوند ذوالجلال رسید

زبخت و تخت بلند تو دائم ظل هما   خجستگی پی ظل هما بفال رسید

دو جوهرست ز دریا و تیغ و دست ترا   بدوست و دشمنت از صلح و از جدال رسید

مکارم تو ز بهائے خلق پاک ببرد   کدورتیکه ز ظلم سیاه و سال رسید

بحال ناطق و صامت چنان کرم کردی   که لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید

ز سیم خام و زر پخته اش بدل کردی   بدل ز قحط اگر ملک را ملال رسید

گدا ز جود تو از زنده چون گهر آمد   گهر ز دست تو ارزان تر از سفال رسید

ز دست راد تو جوهر نهفت گرچه به تیغ   بگوش و گردن بدخواه در قتال رسید

بقرص نان مه و مهر هر صباح و مسا   سپهر بر سر خوانت چو توشمال رسید

محاسب ار نه شده از کف تو مالامال   چسان بقاعده مال و منال مال رسید

صریر کلک تو آمد بگوش جذر اصم   ثنای منطق تو بر زبان لال رسید

حرام از همه آمد ولے کرامت هست   که سحر از قلم معجزت حلال رسید

سواد خامهٔ صورت طراز مشکینت   بروی شاهد معنی چو خط و خال رسید

چکد ز کلک سیاهت نکات رخشنده   چنانکه ز ابر سیه عقدهٔ لآل رسید

سواد روی زر افشان او کند روشن   که رشحهٔ قلمت بر رخ لیال رسید

عطارد از قلم تیره ات سواد گرفت   قمر ز رائی منیر تو بر کمال رسید

بخط خامهٔ خورشید بر بیاض سحر   سواد نسخهٔ رایت با نتقال رسید

زمین شعر و سخن مرده بود و از فیضت   برنگ زنده بریعان آبسال رسید

عروس شعر ز مشاطگی دولت شاه   بحسن شکل و شمائل پری مثال رسید

مگو که حور بهشتی ست یا پری تمثال   پری و حور نخواهد بدین جمال رسید

نه در هرات علی شیر کرد سر نهفتش   نه از نظام سرش را بطوس شال رسید

نه نسبت حلقهٔ سنجاب برقدش سنجر   نه در ایازی محمودش این جمال رسید

نگرد دولت فیروز غازهٔ رویش
نه بر منصهٔ بهرام از جمال رسید

تبارک الله ازین جم نظام آصف جاه
بزیب قامت و رخسار و زلف و خال رسید

ز آبداریِ معنی و آبیاری کلک
زمین شعر تو پُر از گل و نهال رسید

ضمیرِ پس نگر و رای پیش بین ترا
خبر ز ماضی و از حال و از مآل رسید

محال آمده ممکن ز فیضِ ایجابت
ز امتناعِ تو ممکن بصد محال رسید

چنان ز تیغ تو جسم عدو شدست دونیم
که صورتش ز هیولی بانفصال رسید

بریده است عرض را حسامت از جوهر
عرض اگرچه ز جوهر باتصال رسید

ز بید برگِ تو لرزان چو برگِ بید آمد
عدو ز زندگیِ خویش در وبال رسید

برنج زنده چو ماند بمرده می ماند
برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید

عدو اگرچه نه سنجیده بود موزون شد
ز خنجرت چو به تقطیع در قتال رسید

کجا رسد بتو افراسیابِ روئین تن
که پورِ زال به پیشت چو پیرِ زال رسید

سبک عنانِ امل شد گرانِ رکابِ اجل
چو رخشِ عزمِ تو در رزم بدسگال رسید

عدو فگند سرِ خود که حجتِ قاطع
حسامِ تیز تو بر دعویِ قتال رسید

ز ضربِ تیغ تو جوزا دو پیکر افتادست
که شیرِ چرخ به پیش تو چون شغال رسید

ز سهمِ گرز تو گاو فلک حمل افگند
سهامِ قوس ترا در اسد نضال رسید

بر آفتاب تبِ لرزه از تو در خاور
به قطب سکته ز بیم تو در شمال رسید

فضای چرخ سنان ترا مجالیِ برق
بساطِ خاک سمند ترا مجال رسید

رکاب رخش ترا ماه و آفتاب کشید
سمِ سمند ترا نعل از هلال رسید

ز نیزهٔ تو سماک اعزل آمده رامح
ز قهرِ تو شرفِ مهر را وبال رسید

به کاخ جاه تو قصر زحل چنان کوتاه
که صدر صفهٔ ترا او در صفِ نعال رسید

ز مهرِ تست که برجیس میمنت دارد
ز قهرِ تست که خورشید را زوال رسید

بہ بارگاہِ رفیعت کہ کوس او چرخ ست | شہاب ثاقب رخشندہ چوں دوال رسید
ز اوج روے بہ پستی نہاد و نازل شد | بآفتاب چو از امرِ تو نزال رسید
بلوح فکر تو محفوظ یک قلم آمد | ہر آنچہ لم یزل و ہر چہ لایزال رسید
ز انکساف و زوال و وبال مہر سپہر | چساں شبیہ برائے تو در خیال رسید
ز انخساف و محاق و کلف بہ ماہ فلک | چگونہ روئے نکوئے ترا مثال رسید
کجا رسید بد ور سپہر مہر ز راہ | چنانکہ زہرہ و عہد تو بے زوال رسید
زمیں بناز کہ صدرِ زحل محل آمد | زمانہ شاد کہ شاہِ فلک محال رسید
فلک برقص ز دور قمر کہ سال گرہ | برائے جشن شہِ مشتری خصال رسید
نمود منطقۂ خویش رشتۂ سالش | ز نقطۂ حملش عقدہ حسب حال رسید
و ان یکا دپئے سال حال باید خواند | کہ فرخی و فراخی بحال سال رسید
غنی خموش چو من از تو قافیہ تنگ ست | زمین شعر ز الطاف بیائے مال رسید
ز دل برائے دعا دست بستہ لب بکشا | کہ وقت تہنیتِ جشنِ نیک فال رسید
شہا سپہر جنابا ترا مبارک باد | مسرتے کہ پسِ سی و پنج سال رسید
بود مبارک و مسعود و میمنت آمود | نشاط جشن کہ بر عین عید دال رسید
بطولِ عمر تو پیوستہ باد عرض حیات | چو طول جسم کہ عرضش باتصال رسید
خجستہ باد بتو جشنہائے سال گرہ | مدام تا گرہِ رشتہ بہرِ سال رسید
عقود رشتۂ عمرت ز کہکشان و نجوم | زیادہ باد و نہ چنداں کہ در خیال رسید
ثناگرِ تو غنی کش ز مال کیسہ پرست | چہ مال آنچہ کہ در دامنِ کمال رسید
کناد تہنیت جشن شاہ تا گویند | تونگری بدل آمد نہ آں بمال رسید

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ ہمایوں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ

باز در قالبِ بے جان جہان جان آمد   باز در جانِ جہاں ذوق بہ ہیجان آمد

باز ایام سرور و طرب آغاز نہاد   باز دورِ الم و رنج بپایان آمد

باز غم را ز مسرت رہے افتاد بدل   باز اندوہ ز شادی ہمہ با جان آمد

باز تیرہ شبِ غم رخت ز عالم بر داشت   باز روشن سحرِ عیش نمایان آمد

باز بر گلبنِ امید گلِ تازہ دمید   باز در باغِ امل فصلِ بہاران آمد

باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل   باز در گریہ زدن ابر ز باران آمد

باز بشگفت بہارِ چمنستانِ جہاں   باز بلبل بہوائے گل خندان آمد

باز قمری بسرِ سرو نوائے عشاق   راست سر کردہ بآہنگ صفاہان آمد

باز بر اوج حصول اخترِ امید دمید   باز در شیب عدم طالعِ حرمان آمد

باز در طالع تیر ست عیان سہم الغیب   باز بر جبیں ناہید بسرطان آمد

باز در حوت پئے زہرہ قرانِ ماہی ست   باز در برج حمل مہر درخشان آمد

باز شد عطر فشاں صندلِ صبحِ نوروز   باز مشکِ شب گل غالیہ باران آمد

باز ناساختہ کافور سحر آمد و شام   باز ناسوختہ عودی ست کہ سوزان آمد

باز آں ماہ نشاط آور طبع و خاطر   باز آں سال فرح بخشِ دل و جان آمد

باز آمد مہِ میلادِ حضورِ پر نور   باز سالگرہِ آصفِ دوران آمد

میر محبوب علیخان کہ بہ تخت شاہی   نام او تاجِ ملوک افسرِ شاہان آمد

آں نظام دکن و آصف دوران کز وے   رونقِ گیتی و آرایشِ کیہان آمد

جم حشم خسرو دوران که بتاج و بنگین
طاق گشته به جهان جفت سلیمان آمد

از عطای تو چه آب ست دهانِ دریا
و ز کف راد تو خون در جگر کان آمد

تا ز خاکِ قدمت آیدش آبی در دست
پا ز سر کرده براهست و در غلطان آمد

ابر بخشید اگر آب ز دریا سهل ست
دست از کیسهٔ خود چون گهر افشان آمد

موج باشد ز کفت لطمه بروی دریا
لعل پیکانی ز دستت بدل کان آمد

از عطائے تو که بارانِ گهر می بارد
گوهر آن قدر گران گشت که ارزان آمد

آب رو برده شد از دست تو بحرِ عمان
خاک بر سر ز کفت کان بدخشان آمد

خیره از روی دل افروز تو چشم خرشید
تیره از روی خوشت چشمهٔ حیوان آمد

سرو شد از عرقِ شرم قدت پا در گل
گل ز رشکِ رخ تو چاک گریبان آمد

بهرِ خلق تو ز گیتی همه ذکر احسن
و ز کفت بهرهٔ گیتی همه احسان آمد.

سبز شد از تو سپید و سیه لیل و نهار
که سپید و سیه را جود تو یکسان آمد

گردو تار رشتهٔ جان داشت ز سهمت چه عجب
رشتهٔ عمر عدو رشتهٔ بیجان آمد

سال خورده شد از رائے تو تقویم سپهر
گاؤ خورد ست اگر دفترِ دوران آمد

شمع افروزِ شبستانِ جمالِ تو قمر
پرده دار درِ ایوانِ تو کیوان آمد

یک کمان دار تو ترکِ فلک آمد از قوس
یک علم دار تو خرشیدِ درخشان آمد

هم کمر بسته ات از منطقه آمد جوزا
هم عطا سنج تو ناهید ز میزان آمد

هم ترا قاضیِ چرخ آمده صدرِ اعلی
هم دبیرِ فلکت صاحبِ دیوان آمد

شاه برجیس ششم از پئے این سالگره
کوکب پیش رس صبح بهاران آمد

حبذا سال نکو فال که از مقدم آن
بدهن خنده بدل عیش به تن جان آمد

همه را دیدهٔ پر نور و دل مسرور ست
همه را طبع خوش و خاطرِ شادان آمد

نکتهٔ تازه شیرین بزم کز ذوقش
آب اندر دهن طبع سخندان آمد

که پئے سال گره رسم بود از اول — کاخرِ سال و گره از پئے حساباں آمد

لاجرم زآخرِ سال و گره از روئے جمل — سی و پنجم عدد سال نمایاں آمد

در همه سال دو ماهی بود از نام ربیع — کاں بمیلاد دو محبوب ز یزداں آمد

اول آمد پئے محبوب خدائے دو جہاں — آخرش در طرفِ آصفِ دوراں آمد

ده و دو آمده اعداد عدد از روئے گل — حد بمعنی طرف و خاتم و پایاں آمد

پس ده و دو شده میلاد ختام رسل — کو حد و خاتمه و ختمِ رسولاں آمد

نصف آں شش پئے میلاد نظامِ سادس — شاه جم مرتبه محبوب علی خاں آمد

خسروا دیر بمانی که نگهداشته — رشتهٔ نظم که شایاں پئے شاہاں آمد

زانتظامت درِ منظوم بود نظم سخن — زاں نظامِ دکنت نام به برہاں آمد

به نثارِ تو غنی گوہر شہوار مدیح — کرد در رشتهٔ کاں رشته رگِ جاں آمد

نظمِ من عقدهٔ منظوم نماید ز نظام — نے بود عقدِ ثریا که پریشاں آمد

گر قبول تو فتد در نباشد که گہر — بہرِ اقبال شہاں لایق و شایاں آمد

خاصه رخشنده درِ نظم که از گوہر پاک — درة التاج پئے حضرتِ قرآں آمد

زانکه ایں جوہر ارزنده که جنسِ عالی ست — از بر عرش بدل بردن شاہاں آمد

ایں عقیقے ست بصد خون جگر پرورده — نے عقیق جگری کز دلِ ہرکاں آمد

لعل یک قطرهٔ خون ست فرو بسته بخاک — دیں دو صد خونِ جگر ریخته در جاں آمد

نظم جان آمد و مرجان جہاں راست حیات — مرده خون نیست که لعل دو در و مرجاں آمد

زاں براه طلبش صد چو منی را مبنی — که غنی بوده و در خیل گدایاں آمد

تا بود رشتهٔ دوراتِ فلک سر در گم — تا که نوروز در ایں رشته گره ساں آمد

گرهٔ رشتهٔ عمرت بطلوعِ مه و مہر — باد آں نقطهٔ مشرق که ہزاراں آمد

قصیده

در تهنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ایا خدیو جهان و خدایگان بشر
ایا قباد قدر جم حشم فریدون فر

توئی که کاتبِ سر دفترِ قضا و قدر
نوشت از پئے امرت که با قضاست قدر

توئی که خامهٔ قدرت بدفترِ تکوین
نگار بست ز نامِ تو بر سرِ دفتر

توئی خدیوِ ثریا علم سپهر سریر
شه ستاره حشم ماه چتر و مهر افسر

بلشکرِ تو سماکِ سپهر چون رامح
بموکب تو دو پیکر طلایهٔ لشکر

برزمگاه تو بهرام کمترینه سوار
به بزمگاه تو زهره کمینه خنیاگر

بدفترِ تو پئے مشتری قضاے امور
بحکم تو عطارد محافظ دفتر

به تخت همچو سپهری به بخت چون ناهید
برای راست چو تیر و برو نکو چو قمر

به نیزهٔ تو سماک و بمنطقه جوزا
برخش ماه منیری به تیغ مهر انور

بر آسمانِ نکوئی مهِ چهار دهٔ
به برجِ طالع فرخندهٔ تو سعد اکبر

شد از جلالِ تو مهرِ فلک اسیر زوال
شد از جمال تو ماهِ فلک ز شهر بدر

سپهر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار
زمان و رای تو یک منطقه دگر محور

حطیم کعبهٔ قدر تو گنبدِ دوّار
حریم کوشک جاه تو ساحت اغبر

بلند پایهٔ قدرت ز اوجِ نُه طارم
بزیر سایه لطفِ تو کوشکِ ششدر

نه از اطابت طبعت زمانه راست گریز
نه از اطاعت امرت سپهر راست گزر

سبک عنان تو دیده فلک گزید مسیر
گران رکاب تو آمد زمین گرفت مقر

یگانهٔ که درین شش جهت بود رایت
مدار گردش نُه آسمان و هفت اختر

زضرب نیزۂ خطّی تو سماک اعزل
ز خطِ کلک سیاه تو تیر چشمِ ابتر

ستاره راست رضا جوئیت مدار و مسیر
سپهر راست وفاق تو هر کرّه و محور

دو پیکری ست بعالم شهنشه بهرام
یکی ست پیکر جوزا و پیکرست به کمر

نفاذ حکم تو مبرم بود به رنگ قضا
قضای امر تو محکم بود مثال قدر

ز بخت سبز تو قصرت به نزهت و نسحت
بهار روضۂ خضرا و گلشن بهر اخضر

قوی سپهر که هر کس بزیر گردش اوست
به پیش حرکت کلکت شکسته است زیر و زبر

بلند نعرۂ فتح قریب شد ز فلک
چو خواند آیۂ نصر من اللهت خنجر

دمادم ست صدای قدوم از کوست
مبادا کاوفتد از پاے گنبدِ بیدر

اجل ز کوکب بخت و سرِ عدو سازد
بدفع چشم زنیتنت سپند در مجمر

فروغ دیدۂ عقلی فراغ خاطرِ فکر
صفائی سینۂ علمی جمال روئے هنر

به پیش رائے زرینت که عقل فعال ست
چو خمسۂ متحیر بود عقول عشر

یگانه جوهر جسمی و نوع تو عالی ست
که سافلند ز صنعت عقول در جوهر

خدیو جم حشمی شهریارِ آصف جاه
نظام ملکی و فرخ فر و فرشته سیر

نظام ملک از آنی که گوهرِ پاکت
بود ز رشتۂ نظم فریدِ گنج شکر

کریم طبع ترا مهر و مه بود بنده
عظیم لطف ترا بحر و کان بود چاکر

زهے سخای تو با هر کسے چه شه چه گدا
زهے کنوز تو در هر مکان چه بحر چه بر

زهے عطای تو در هر کفے چه پر چه تهی
زهے نقودِ تو هر گوشه چه سیم چه زر

زهے وفای تو در هر دلے چه خسته چه شاد
زهے هوای تو در هر درون چه سینه چه سر

زهے دعای تو ورد همه چه شیخ چه شاب
زهے ثنای تو بر هر لبے چه خشک چه تر

ز آستین تو بذلے بود عقول لآل
ز آستانِ تو خاکی عبیر و عنبرِ تر

بفضل ابر مطیری ببذل بحرِ محیط
بطینت آب زلالی بطبع همچو مطر

کفت بعالم افضال ابرِ لولو بار　　قدرت به گلشنِ اقبال نخلِ بار آور
بدست تو چه بود بحر قطرهٔ بے آب　　برائے تو چه بود مهر ذرّهٔ احقر
بعهدِ عدل اساسِ تو فتنه از سرِ خود　　نهاده است کلاه و کشاده است کمر
بروئے شگفته بهاری ببوئے شمیم بهشت　　بخوئے مشکِ تتاری بخلق عنبرِ تر
زرنگِ لعل تو آتش فتاد در یاقوت　　زغیرتِ سخنت غرقِ آب شد گوهر
حلیم همچو زمینی صفا چو آبِ حیات　　سبک چو بادِ بهشتی لطیف چون آذر
یگانهٔ تو میانِ ملوک هفت اقلیم　　چو در میانهٔ اعراضِ تسعه یک جوهر
فضائے طبعِ لطیفت چو صحنِ باغِ بهشت　　صفائے طینتِ پاکت چو چشمهٔ کوثر
خصائلِ تو زنزهت حدیقهٔ ریحان　　شمائلِ تو زنکهت شمامهٔ عنبر
مشام راست زخوبیت شمیم نوروزی　　نظاره راست زرویت نضارتِ منظر
بود زقهرِ تو ذره بقامتِ خرشید　　بود زفیضِ تو قطره به قیمتِ گوهر
بخردی تو و بقراط عاقل و باقل　　بمردمی تو و حاتم حُباحِب و جعفر
ثنائے تست زبانهائے یک جهان ظاهر　　دعائے تست بدلهائے عالمے مضمر
جمال ملت و ملکی کمال دانش و دین　　زوالِ کفر و نفاقی وبالِ فتنه و شر
امام دینِ حنیفی نظام دولت و ملک　　عصام خلق جهانی قوامِ فتح و ظفر
قوی ست پشتِ تو زین رو که دستیار تست　　زبازوی علی اسد الله حیدرِ صفدر
بذاتِ پاکِ تو باشد که جاودان مانی　　پناهِ ملت اسلام و شرع پیغمبر
فزوده رتبهٔ خطبه زنام والایت　　بلند گشت زپائے تو پایهٔ منبر
صریرِ کلکِ سیاهت ببزم و در رزم بود　　صدائے نالهٔ تیر و نوائے نغمهٔ تر
سوادِ نامهٔ کلکت هزار بار به است　　زجامِ جم که ندارد زخطِّ جور اثر
نقوشِ کلکِ تو در دیدهٔ اولی الابصار　　فروغ دیدهٔ بینش چراغ چشمِ نظر

سوادِ کلکِ تو کاں سرنوشتِ پیشانی ست | شب برات بود میدہد ز خیر خبر
بزیر رانِ شہِ کامران بروزِ وغا | بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر ببر
عقاب وار بباد و شمال وار بخاک | نہنگ وار بہ بحر و پلنگ وار بہ بر
بقامت ابر محیط و بپویہ بارانی | بہ جست ہمچو درخش و بصوت چوں تندر
سمش ز ماہ نو و آخورش ز کاہکشاں | بجام او ز ثریا ستام او از خور
جہاں نورد چو افلاک کارداں چوں تیر | دلیل رہ چو ثوابت شتاب و چو قمر
عقاب منظر و طاؤس رقص و کبک خرام | ہمائے طلعت و سیمرغ بال و عنقا پر
دم صعود و نزول ست ہمچو آتش و آب | گہ درنگ و شتابی چو خاک و چوں صرصر
رود بپویہ بیک گام تا بحد نگاہ | چو باز گشت پس آید از دو دو گام نظر
سپہر منزلتا آفتاب سیمایا | کہ باد دورِ تو پیوستہ ہمچو دورِ قمر
خجستہ سی و ششم سال بہر سالگرہ | بود مبارک و بہتر ز سال ہائے دگر
ہزار سال ازیں بہترت مبارک باد | بفضلِ داورِ دادار و خالقِ اکبر
طفیلِ احمدِ مختار و چار یارِ کرام | طفیلِ شبر و شبیر سبطِ پیغمبر
دلِ عدو ز نہیبت بود چو بید ز باد | تنش ز بیم چو نخلِ کہن بتر ز تبر
غنی ست داعی اقبال و دولت تو سزاست | کہ شعر او بمدیحت شود نوشتہ بزر

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ مبارک حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

چوں عروسِ صبح از خوابِ گراں سر در گرفت | از سبک روحی ہوائے خاستن در سر گرفت
ہمچو گل کز جامۂ صد برگ خیزد بامداد | سر ز رختِ خواب بیروں کرد و رخت از بر گرفت

چادرِ عودیِ شب با معجرِ سرخِ شفق ‌‌ ‌ از سرِ تن چوں قبائے لالۂ احمر گرفت
دل ز میلِ وسمۂ تاریک شب بر داشتہ ‌ ‌ خاطر از گلگونۂ سرخِ شفق ہم بر گرفت
چوں لباسِ عابدِ شب زندہ دار صبح خیز ‌ ‌ جامۂ سادہ سپید از مہرِ خوردِ بر گرفت
ہمچو صوفی چادرِ ترسا بدوشش انداختہ ‌ ‌ ہمچو محرم دل ز رنگِ احمر و اصفر گرفت
کرتۂ آبیِ شبنم زیبِ دوش و سینہ ساخت ‌ ‌ دامنی جامۂ خرشید چوں چادر گرفت
گہ ز تن زیبِ سپیدہ حلّہ زیبِ تن نمود ‌ ‌ گاہ تن زیبِ سپید از نورِ خورد رخور گرفت
از شعاعِ شمس گاہے مقنعِ زرّینہ ساخت ‌ ‌ گہ خمارِ تابدار تافتہ بر سر گرفت
شد گلِ خرشید زیب افزائے جیب و دامنش ‌ ‌ وز گلِ مہتاب چوں شب بو دماغی در گرفت
جلوہ اش عالم فروز آمد برنگِ نوبہار ‌ ‌ پرتوش در بحر و بر افتاد خشک و تر گرفت
روئے پر انوار او از ماہ تا ماہی فروخت ‌ ‌ وز زمیں تا آسمان در نور چوں تیر گرفت
چشمِ عالم روشنائی یافت از دیدار او ‌ ‌ طالعِ گیتی سعادت از رخش یکسر گرفت
پرتوِ لمعانِ او بر ساحتِ غبرا فتاد ‌ ‌ لمعۂ انوار او در گنبدِ اخضر گرفت
غنچۂ دلہائے غمگیں از رخِ خنداں کشاد ‌ ‌ کامِ تلخ از خندۂ پر شور در شکر گرفت
عارضِ او چہرۂ کون و مکاں پر نور کرد ‌ ‌ کاکلِ او مغز باغ و راغ در عنبر گرفت
ہمچو ماہِ نیم ماہ و ہمچو مہرِ نیم روز ‌ ‌ پرتوش افتاد در آفاق و سرتاسر گرفت
گفتم اے زیبا نگارِ سادہ روِ سیمیں عذار ‌ ‌ چیست تا طبعت ز تزئینِ زر و زیور گرفت
روز و شب بینی ز ماہ و سال کیں لیلائے لیل ‌ ‌ از پئے تزئیں حلی لبست و حلل در بر گرفت
از ہلال آویزۂ سیمیں بگوشش انداختہ ‌ ‌ وازمہِ کامل مرصع تبۂ بر سر گرفت
طوق در گردن فگند از ہالۂ ماہِ منیر ‌ ‌ حلّۂ سرخِ شفق چوں لالۂ احمر گرفت
پردۂ زنبوری از چرخِ ثوابت زد بروے ‌ ‌ اطلسِ چرخِ نہم بر دوش چوں چادر گرفت
کہکشاں جائے حمائل زیبِ صدر و سینہ ساخت ‌ ‌ گوشوار از گوہرِ پرویں بزیب و فر گرفت

گاہ چوں ہندو زن آں مشکیں پرند شوخ و شنگ
از ثریا بہر تزئیں بر جبیں جھومر گرفت

گہ ز کتّانِ سفید ماہتابش دامنی
گاہ از سیفور ظلمت پردہ بر رخ بر گرفت

گاہ چوں زنگی زن شوخِ سیہ مست از نشاط
عقد سیمینِ شہابش را گسستن در گرفت

بر میان از منطقہ بست ست یک زرّیں کمر
واز بنات النعش تحت سیم ساق اندر گرفت

از دہ و دو برج یک مالای مروارید ساخت
ہفت سیّارہ پئے ترصیع آں جوہر گرفت

زاں صور کز منطقہ شد در جنوب و در شمال
بہر جوشن بردو بازوی و شش اختر گرفت

عنبرینہ بست بر سینہ ز یاقوتِ سہیل
واز عقیق سرخ شعری در کف انگشتر گرفت

گفت با من شاہدِ صبحِ جبینِ سپہر
لیکن اول زیں سخن در خندہ لعل تر گرفت

کایں ہمہ آرایشِ ناپائدار و بے قرار
بیش ازیں نبود کہ جا در خاطرم کمتر گرفت

خاصہ با ایں چہرۂ بے نور و ایں روئے سیاہ
کے تواند طرف خوبی با رخِ انور گرفت

گنگ باشد گرچہ سوسن دہ زباں در کام کرد
کور باشد گرچہ چشمِ عاریت عبہر گرفت

کے نماید نیک در چشم و فرود آید بدل
گر خضاب و وسمہ و غازہ بر و اعور گرفت

زیب من پایندہ و باقی بود آثار آں
در ازل از بہرِ من ایں زیب صورت در گرفت

زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ فخر رسل
آنکہ زیب از وے سپہر و اختر و عنصر گرفت

زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ شاہِ دکن
آنکہ زیب از مولدش ایں ساحت اغبر گرفت

میر محبوب علی خاں خسروِ دارائے دیں
آنکہ بزم و رزم از وآئین اسکندر گرفت

آں نظام الملک آصف جاہ کز اجلالِ او
سکتۂ در قطب آمد لرزۂ در خور گرفت

آنکہ از فرماں دہاں در بادشاہی گوئے برد
آنکہ از شاہانِ پیشیں پایۂ برتر گرفت

آنکہ تشریف بہی خواہاں ز سرتاپائے داد
آنکہ تاج و تخت از شاہاں ز پا تا سر گرفت

آنکہ از گیتی ستاناں خواستہ ملک و سریر
واز سرافرازانِ گردن کش سر و افسر گرفت

دولت او باجِ ذلت از کفِ فغفور خواست
صولتِ او تاجِ عزت از سرِ قیصر گرفت

تخت از پابوس او بالید و پهلو زد بتاج ‌‌ تاج از و نازید و خود را از فلک برتر گرفت

پایگاهی تختش از تخت سلیمان یافته ‌‌ سربلندی تاج او از تاج اسکندر گرفت

خسرو دشمن کش لشکر کش کشورکشائے ‌‌ آنکه با یک لشکری صد ملک و صد کشور گرفت

شه باقبال خداوندی جهان بکشاده است ‌‌ گر جهان اسکندر و جمشید با لشکر گرفت

از همایون بخت عالمگیر شد شاه جهان ‌‌ وانز جهانگیری سبے بر اکبر و بابر گرفت

نام را بخت بلندش سکهٔ بر زر نشاند ‌‌ سکه را نام بلندش در زر و زیور گرفت

حرف بر کرسی نشانده طالع نقش نگین ‌‌ بر نگین روزبهے که نام نامیش جا در گرفت

یک تنه با تیغ چون خرشید و با رخشے چو ماه ‌‌ از سواد قیروان شام تا خاور گرفت

فرد یکتائی بپا ارکان که صیت سطوتش ‌‌ کوشک ششدر کشاد و قصر نه کنگر گرفت

پور زال از صولتش در بر برتنگ پیرزال ‌‌ مقنع معجر بجائے جوشن و مغفر گرفت

شحنهٔ انصاف و عدلش کامده عاجز نواز ‌‌ روئے زال زار دید و روی زال زر گرفت

بشکند کے آهنین قصر مشید عهد او ‌‌ گر شکستی از قضا این طاق نه چنبر گرفت

از نهیب او تمنا در دل خاقان شکست ‌‌ واز جلال او نفس در سینهٔ سنجر گرفت

از کمان تیر تیرش پرید و خود در راس ذنب ‌‌ واز کمین زاغ کمان نسر فلک در پر گرفت

آسمان در بزم او از کوکب بخت عدو ‌‌ بهر چشم بد سپندے از پئے مجمر گرفت

صیت او در گوشش اهل قصر نه طارم رسید ‌‌ سطوتش در ساکنان کوشک ششدر گرفت

همچو اسکندر عجم در دست از اقبال یافت ‌‌ چون سلیمان ملک جم در کف ز انگشتر گرفت

حلقه در گوشش جهان چون خاتم جمشید کرد ‌‌ در بروئے فتنه همچون سد اسکندر گرفت

صد در خیبری چو دست فاتح خیبر کشاد ‌‌ صد ره شور و شری چون همت شبر گرفت

تیغ تیز برق لمعانش بهنگام ستیز ‌‌ چون عصائے موسوی ره بر وم اژدر گرفت

روئے او را از قدر هفت اختران هرگز نتافت ‌‌ رائے او را از قضا نه آسمان محور گرفت

آسمان از دوری بوسه زمین بر درگهش | تا ز نزدیکان خدمت خویشتن را در گرفت

رزم از خون سر و پشت عدویش یافته | آنچه بزم از ساقی و صهبا خم و ساغر گرفت

چرخ اطلس خواست با قد جامه اش از بافته | تار و پودش را شعاع مهر و مه درخور گرفت

چون قبائے بادشاهی دوخت بر قدش سپهر | دولت و اقبال بهر ابرهٔ و آستر گرفت

دشمنان را تیغ او در آب چون خرشید حشر | تا بزانو تا کمر تا سینهٔ تا سر گرفت

دست او با پنجهٔ پر زور و تیغ جانستان | روز رزم از دشمنان صد خنجر و خنجر گرفت

شیر گردون را ز بیمش زهره گردیدست آب | نسر طائر را ز سهمش آتشے در پر گرفت

آب تیغش دشمنان را همچو موج از سر گذشت | باد تیرش در پئے شان صورت صرصر گرفت

دشمنش چون تشنهٔ گم کرده ره جویائے آب | مرگ را تا جویبار تیغ او رهبر گرفت

ابر آزاری که دُر افشاند در فصل بهار | کمترین بذلیست کز دست و کف او در گرفت

بحر را از موج افتادست خفقانے بدل | تا کف گوهر فشانش کام از گوهر گرفت

با کف زر پاش گاهے اجتماع زر نخواست | زان پراگنده بود شکلے که لفظ زر گرفت

همت او از سخا طومار حاتم طے نمود | رسم یحیی زنده کرد و فضل بر جعفر گرفت

خشک و تر از حیرت و شرم ست ابر نوبهار | سائل از دست کرمش بسکه خشک و تر گرفت

حامی دین آمد و احیائے رسم شرع کرد | ماحی کفر آمد و از کافران کیفر گرفت

زان لطافت ها که بار آورد باور می شود | این که نخل طبعش آب از چشمهٔ کوثر گرفت

خلق او حرفے بناف مشک تاتاری نهاد | خوئے خویش خرده ها بر نکهت عنبر گرفت

آنکه از دستش بنائے کفر و شرک از پا فتاد | آنکه از پامردیش اسلام زیب و فر گرفت

فتنه ها بنشست چون مهرش پئے داد ایستاد | الامان برخاست چون قهرش بشور و شر گرفت

از نکورویش فروغ ملت بیضا فزود | و از رزین رایش ردائے دین پیغمبر گرفت

از جمال عالم افروزش گرفتست آفتاب | و از رخ رخشان او تابش مه و اختر گرفت

مہر بطاق آسمان محراب سود از قامتش ‏ پایۂ بالا بلند از پائے او منبر گرفت
شد محب آل پاک و گشت محبوب علی ‏ در دلش از بسکہ حب صادق جعفر گرفت
جشنِ جم آئین او از غایتِ حسن و جمال ‏ لعبت چینی شد و ہمچو پری پیکر گرفت
سال و ماہ و روز و شب از جشن جمشیدی او ‏ چوں عروس نو شد و شکل پری پیکر گرفت
بالخصوص ایں سال فرخ فال کز فیضان او ‏ عالم از سہم سعادت بہرۂ او فر گرفت
خاصہ ایں ماہ ربیع آخر کہ از میلاد شاہ ‏ دہر در خوبی فزود و زیب سرتا سر گرفت
دلکشا چوں باد نوروزی ست بادِ برشکال ‏ فیض ابر و لطف باراں سبع بحر و بر گرفت
آں نضارت ہا کہ گیتی یافت از اُردی بہشت ‏ خطۂ پاکِ دکن از مہر شہریور گرفت
ہمچو فروردیں نشاط ایں ماہ شہریور فزود ‏ چو ربیع اولین رونق ربیع آخر گرفت
شکر یزداں کز طفیلِ مقدم سال گرہ ‏ ملک از آئینِ تازہ تازگی از سر گرفت
روئے دل آرائے گیتی آبروے تازہ یافت ‏ چہرۂ زیبائے عالم رونقِ دیگر گرفت
بزم ہا گشتہ فروزاں جشنہا شد ساختہ ‏ گوئی از بزمِ جم و جشنِ فریدوں فر گرفت
خانہ و بام ست چوں بیت العروس آراستہ ‏ کوی و برزن زیب چوں بیت الصنم از سر گرفت
بزم جشن شہ ز آئیں با فلک ماناشدہ ‏ شمعہا در بزم خسرو تابش اختر گرفت
دست شہ در دامنِ امروز از بس زر فشاند ‏ کیسۂ فردا گرانی ہمچو دی از زر گرفت
ہمچو دامانِ غنی کز دولت اوصاف شاہ ‏ از نقود معنوی در گنج و در گوہر گرفت
عاملے را صد گرہ از کار بکشادست زانکہ ‏ رشتۂ سال گرہ عقدِ سعادت در گرفت
شہ نظام شش بود تاریخ ماہِ جشن شش ‏ شش بہم در خورد عقد سی و شش در خور گرفت
تا فرازِ چرخ ہشتم در جنوب و در شمال ‏ سی و شش اشکال گرد منطقہ پیکر گرفت
رسم جشن سی و شش بادا مبارک بہرِ شاہ ‏ آنکہ او رسم الم از اہل عالم بر گرفت

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

بطور تلمیع ارتجالاً نوشتہ شد

(سنہ ۱۳۱۹ھ)

نامِ خدا شاہِ دکن من سطوۃ سلطانہ
لرزد فلک از ہیبتش مع مالہ من شانہ

کیواں نہد سر بر زمیں من ارتفاع قدرہ
مریخ افتد از فلک من صولۃ شجعانہ

قیصر بود بر درگہش من احقر خدامہ
فغفور آمد ریزہ چیں من نعمۃ فی خوانہ

السنجر فی بابہ من جملۃ حجابہ
او سائر رکابہ او ثلۃ فرسانہ

رائے زرینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا
روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ

صد لعل لب لولو گہر کالمشتری لالائہ
صد لعبت چین و چگل کالحور من غلمانہ

محبوب چوں روحِ رواں للناس فی ابدانہم
مطلوب لہائے جہاں کالجان من جثمانہ

حامی ناموس زمن بالجند او اجلالہ
ماحی آثار فتن بالقہر او فیضانہ

حبش در آب و گل بود للخلق فی ایامہ
مہرش ز جان و دل بود للناس فی احیانہ

از بحرِ فیض او دکن کالقدس من سلوانہ
والبلخ من جیحونہ والشام من جیحانہ

شاداب ملک از فیض او کالجنۃ المخضرۃ
او بیت ملک الفارس من عدل نوشروانہ

صورت دلیل سیرتش والخلق یقتفی خلقہ
سرش عیاں ست از علن معناہ من عنوانہ

خرم دلش از مملکت کالنور من ریح الصبا
خرسند از وے ملک دکن کالخلد من رضوانہ

رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ
صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ

صد کیسہ لعل و دُر دہد لکن ہذا جودہ ❊ از کمتریں افضال او من ادون احسانہ
خرم دل او از خلف کالروض من اشجارہ ❊ والغصن من اثمارہ والنخل من اغصانہ
نازد ولیعہد شش باو کالشبل من ضرغامہ ❊ والریح من ریحانہ والدر من عمانہ
فرخندہ صاحب عہد او عثمان من اسمائہ ❊ والسمح من سیمائہ والسؤدد من شانہ
والجد من اطوارہ والجود من آثارہ ❊ والفتح من انصارہ والنصر من اعوانہ
یارب بود شاہ دکن من اتباع ملکہ ❊ شاہنشہ روئے زمین و امتاز عن اقرانہ
زد ربنا ایا بہا فی عیشۃ مرضیۃ ❊ وارض لوجہ المصطفیٰ عنہ وعن عثمانہ
زیں سی و شش سال گرہ وایں بزم شہر یارما ❊ بارک الٰہ العالم فیہ و فی خلانہ
ایں پس دعائے جانفزا فی حضرۃ رب العلا ❊ من احقر خدامہ ادعی دعا گویانہ
اقصیٰ بہی خواہانہ اعلیٰ ثنا خوانانہ ❊ ادنیٰ نمک خوارانہ عبد الغنی خانانہ

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہٗ

ایا خدیو ثریا جناب و مہر قباب ❊ فلک سمند و ستارہ ستام و ماہ رکاب
کفت ز بذل عطایاست مقسم الارزاق ❊ دلت ز حل دقائق مفتح الابواب
ہنر ز طبع لطیفت گرفت قیمت و قدر ❊ گہر ز دست سخای تو یافت تابش و تاب
فسانہ ایست ز تو جود جعفر و حاتم ❊ نشانہ ایست ز تو زور رستم و سہراب
نمونہ ایست ز دست تو قلزم و عمان ❊ کرشمہ ایست ز طبع تو بحر نیل و سحاب
ندید رائے صوابت بخواب روئے خطا ❊ نگشت روئے دل تو مگر بصوب صواب
حکایتی ست ز حرف تو گوہر پرویں ❊ روایتی ست ز رای تو مہر عالمتاب
بلائے فرق تو جنید ہمیشہ تاج و کلاہ ❊ بدست و پائے تو بوسہ زند عنان و رکاب

کتاب کهنهٔ عالم ورق ورق گشتم / نگاشتم نظری بر فصول و بر ابواب

نه مثل جود تو دیدم روایتی در فصل / نه همچو جاه تو خواندم حکایتی در باب

زهی ز مهر و مواسا عزیز روح و روان / زهی ز جود و کرم مالک قلوب و رقاب

زهی ز شوکت جاه و حشم ستاره سپاه / زهی ز رفعت شان و همم سپهر جناب

بود ثنای تو زیب زبان خرد و بزرگ / بود دعای تو ورد لب شیوخ و شباب

به نعمت تو جهان را رسید قوت و قوت / بدولت تو همه خلق راست دانه و آب

پی دعای تو گردون ز مهر در سجده / پی بقای تو شد از هلال در محراب

بود ز فرق تو اکلیل را سر افرازی / بود ز پای تو اورنگ را فسر و فرتاب

رخ ستم زدگان از تو باغ و باغ بهشت / دل جفا منشان داغ و داغ دوزخ تاب

همیشه تیرگی بخت عدو گسسته مهار / مدام مرکب جاهش بود شکسته رکاب

مخالف تو گهی خوار و پایمال چو خاک / گهی فتاده بسر در نشیب صورت آب

گهی بباد دهد سر در هوا بود چون باد / گهی ز داغ جگر سوز سینه آتش ناب

بجنب رای و دولت دعوی سحر کاذب / بجنب روی تو ماه فلک بدر ز حساب

سپهر غاشیه ات میکشد بزیر بغل / قمر گرفته عنان تو میدود برکاب

رخ تو صبح فروزان ولی ز کذب بری / دل تو مهر درخشان ولیک بی تب و تاب

جنیبه دار تو مهر فلک ز نقرهٔ ماه / رکاب ساز تو گردون ز مهر عالمتاب

بریسمان مجره بدلو هفت اختر / سپهر مزرع جاه ترا شده دولاب

قبای اطلس نه چرخ بر قدت کوتاه / دو لای شمس و قمر بر تن تو بذله ثیاب

عیان جلال ز نامت چو تابش از خورشید / نهان ظفر بنگین چون طلسم زیر حجاب

بدست تست کلید خزاین ارزاق / بود بجیب تو گنج نقود بحر و سحاب

ضمیر پاک تو مرآت صورت الهام / سلیم طبع تو معیار هر خطا و صواب

نه زد بعهد تو شبخون غمی بکشور دل — ندید از تو گهی ترکتاز شیب شباب
نه ماه می فگند چاک در قبائی کتان — ز مهر می کشد از سبزه شبنم شاداب
نه تند باد ز تو بشکند سلاسل موج — نه موج آب کند گنبد حباب خراب
نه جوی هجر چو یعقوب در دم پیری — نه جوش وصل زلیخا صفت بعهد شباب
نه دست برد حسد یوسفی کند در چاه — نه افگند آلوده کرته در خوناب
سپهر ساخته عزم ترا مدار مسیر — زمانه خوانده جناب ترا مآل و مآب
خورد ز شان شکوه تو هر سپهر نهیب — فتد بکشور اعدا ز لشکر تو نهاب
عیان ز نقطهٔ کلک تو دفتر حکمت — نهان بگنج دواتت جریدهٔ آداب
همه خصال تو مستلزم مدیح و سپاس — همه فعال تو مستوجب ثنا و ثواب
فروغ بخت ز سیمای صافیت روشن — چو در میانهٔ روز آفتاب عالمتاب
بارتفاع بلند اختر تو راه نیافت — اگرچه ساخت منجم ز مهر اصطرلاب
گشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار — اگرچه خواند همه بست باب اصطرلاب
قلم ز دست دبیر فلک فرو افتد — اگر محاسب رایت رود بپای حساب
تبارک الله ز نظمت که معنی از لفظش — عیان چو رشتهٔ سلک است از در خوشاب
نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس — زهی شعور و زهی شعر یا اولوالالباب
تو آن بدیع بیانی که در دم اعجاز — عیان ز لفظ تو معنیست صورت اطناب
همیشه از پی کسب علوم ته کرده است — دبیر چرخ ببزم تو زانوی آداب
لبت چو ناطقه پرداز گشت از اعجاز — شدست جذر اصم منطق از برای جواب
چو تخته های گلستان ز فیض ابر بهار — شگفته گشت ز کلکت صحیفه های کتاب
گهرفشانی دست ترا کجا پایان — که نیست قلزم زخار جود تو پایاب
گرفت چون نم فیض تو ابر آزاری — شکست کاسهٔ خالی بفرق بحر حباب

بگرز مغز سر دشمنان زنی بر خاک — چنانکه آب بریزد ز دلو ها دولاب

حسام و خنجر تیز تو آتشین دریاست — که می جهد شرر از وی برنگ موجهٔ آب

بود ز میمنت عدل و یمن انصافت — که پای پیل نیارد شکست پرّ ذباب

ز دل نسر طائر و واقع ز آسمان بزمین — فتد چو سر دهی از صید گه عقاب عقاب

برد ز صید تو شیر اجم شود غائب — ز سهم تیر و تفنگ تو از میانهٔ غاب

ز اعتدال تو گهنه تنافر طبعی — برون شده همه از خاک و باد و آتش و آب

سبک عنانی عزم تو تعبیه کرده است — بنگ خارهٔ صما طبیعت سیماب

سمند تازی تا زندهٔ تو پندارد — غریو پیل دمان در وغا طنین ذباب

سمند تو چو رود بر سپهر باز آید — ق — چنان سریع و شتابست در ایاب و ذهاب

که در میانهٔ دو حرکتش خلاف حکیم — سکون نیامده حائل و انّه لعجاب

بلند مرتبه شاهی که کهکشان و نجوم — فلک بدانه و کاه آورد برای دواب

دهد ضمیر تو گر ذرهٔ فروغ بمهر — شود چو روز شب سایه از زمین نایاب

زمین ز خاک در تو بر آسمان نازید — سپهر گفت که یا لیتنی اکونُ تراب

عدوی سوخته جان غرق آب شد از وی — نهاده اند به تیغت خواص آتش و آب

چو راست کرد کمان خمیدهٔ تو خدنگ — بجان خصم تو ثاقب شده برنگ شهاب

چهار طاق بلند سپهر آسایت — بشش جهات کشیده چو آفتاب طناب

اگر نه ابر کف درفشان تو بارد — سفینه بحر به بندد بخشک همچو سراب

سحر ز جود تو هر اشک دید در یتیم — گدا که از غم گوهر گریست شب در خواب

چو جوهریست در اعراض و روح در اجسام — ز فرخی لقب تو میانهٔ القاب

بخدمتت چو دویدند حوریان از خلد — بهشت گفت که طوبی لهم و حسن مآب

پس از نظام که آمد ز دودهٔ سلجوق — نظام یافت دگر بار این جهان خراب

جهاں پناه ترا از پئے پناه جہاں | سبب نمود خداۓ مسبّبُ الاسباب
متاعِ علم و ہنر آب دیده بود امروز | فتاده بود چنیں جنس از بہا و خراب
تو شُست و شوۓ زخش کرده ز گردِ کساد | تو آب رفته اش آورده بجوۓ شتاب
خجسته باد ترا سی و ہفت سالگره | بحق احمدِ مختار و آله الانجاب
غنی ست مدح سراۓ نظامِ آصفجاه | ازاں نظم سخن آورد چو لولوۓ ناب
دلش بملکِ معانی ست ابرِ دریا بار | اگرچه در جگرش نیست قطرهٔ از آب

قصیده

در تہنیت سالگره بندگانِ عالی خلد الله ملکه

جہاں شگفته دگر بار گشت چوں گلزار | ز فیضِ ابرِ بہار و ز لطفِ بادِ بہار
بہار چیست و نور سرور و سور و نشاط | چو صبحِ عیدِ سعید و چو شامِ وصلتِ یار
سرورِ روحِ رواں رسمِ جشنِ سالگره | بسالِ ہفت و سی از عمرِ داورِ دادار
خجسته داورِ دوراں خدیوِ دادگراۓ | ملاذ ملک و رعیت پناه دین و دیار
جہانِ جود و کرم آسمانِ مجد و علا | محیطِ مکرمت و کانِ حلم و کوهِ وقار
جہاں مطاع زمیں مفتخر و زمانه مطیع | ستاره موکبِ انجم حشم سپہر مدار
بیاضِ منتخبِ نسخهٔ سنین و شہور | سوادِ دیده فروزِ کتابِ لیل و نہار
چو عقلِ صادرِ اوّل ز علتِ اولے | چو نفسِ ناطقه دَوُرِ پسین ایں پرکار
به بخت ہمچو فریدونِ آفتاب علم | به تخت ہمچو سُلیمانِ آسماں مقدار
گراں زِ حلم چو کوہی ولیک جوہر خیز | سبک ز عزم چو برقی ولیک صاعقه بار
بعہدِ او نه نشست ست داغ بر سینه | بدورِ او نه دوید ست اشک بر رُخسار
بخاطرے نه فتاد ست زنگ در خلوت | بچہرهٔ نه شکست ست رنگ در بازار

نه جور حسن که دید شکست چوں یوسف
نه شور عشق که تهمت نهد زلیخا دار

بود محیط بمایه و لے سحاب بجود
بود سپهر برفعت و لے زمیں بوقار

هوائے اوست به سرخیا نکه بود گل
وفائے اوست بهر دل چو نشو در اشجار

خدائیگانِ ملوکِ زمانه شاه دکن
که رفت صیت سخایش بملک و شهر و دیار

شهیکه گردشِ پرکار تیز گرد فلاک
نه هیبتش بمدارا نهاده است مدار

هزار مطربِ بزمش برقص چوں طاؤس
هزار نغمه زنِ محفلش چو موسیقار

هوائے خاکِ درِ او شمیم روح آساست
چو بوئے عنبرِ خام و چو پخته مشک تتار

خدیو رستمِ دوراں که تابشِ تیغش
چو آفتاب بر انگیزد از بحار بخار

نظام جم حشم و شهریار آصف جاه
که زیب داد به تختِ شهی سلیماں وار

تو آں شهیکه بدورِ خجسته ات سازد
نرنج راهِ سفر سیل تکیه بر دیوار

دو پرده ساخت سپید و سیاه دست سپهر
بلند کوشکِ قدرِ ترا ز لیل و نهار

پر از ثوابت و سیار شد سپهر نهم
بروز رزم چو انگیختی ز تیغ شرار

سخن بفلسفه میرفت از عقول عشر
زمانه گفت که با عقل تست هفت و چهار

ز قهر و خشم اگر بانگ بر زمانه زنی
رود ز خویش که باز آید از ره رفتار

اگر عنانِ تو آموختش سبک سنگی
شده است کوه بپرواز کاسمان طیار

چو لطف و قهر تو در ملک قهرماں آمد
نشست فتنه و برخاست دولتِ بیدار

رود بجوش چو دیگ پر آب از آتش
زند چو شیهه سمند تو بگنبدِ دوار

چو تیر دلکشت از سینهٔ عدو گذرد
بسینه باز بگردد ز جانبِ سوفار

اگر عقابِ تو در کوه قاف صید کند
بچنگ آورد عنقا چو قاف در منقار

بود ز مهر تو دشوار دوستاں آساں
بود ز قهر تو آسانِ دشمناں دشوار

ز هیبتِ تو شده فتنه در عدم از خواب
ز دولت تو شده بختِ عافیت بیدار

گراں رکابیِ حلمِ تو در مصاف نمود　　　کہ کوہ از پرِ کاہش برو نگیرد وقار

سبک عنانیِ عزمت بحملہ بنماید　　　کہ برقِ صاعقہ بارست تیغِ تو ز شرار

جہاں بمہر و فائے تو مجتمع آمد　　　ز جودِ تو کہ پراگندہ شد بشہر و دیار

ازاں نظامِ ششم آمدی کہ افضالت　　　بشش جہات جہاں رفت و میر و ہموار

نیافت رفعتِ بختِ ترا ستارہ شناس　　　کشاد گرچہ مجسطی و زیج بست ہزار

چو گشت سادسِ سیّار مشتری ثابت　　　فزود نسبتِ نامت سعادتش بسیار

نظر میانۂ سیّارہ نیست جز تدیس　　　زمینِ آصفِ سادس شد نحو آثار

بود مدیحِ تو افسانہ در عقولِ عشر　　　بود فسونِ تو بر ہفت کوکبِ سیّار

فضائے شش جہت از دین و دانش و عدلت　　　مثلثے ست برنگِ شمامۂ عطّار

کتابِ روئے نکویت بیاضِ صبحِ امید　　　نصابِ بختِ عدویت سیاہۂ شبِ تار

جمالِ روئے تو نور و سرورِ دیدہ و دل　　　جمیل ذکرِ تو ورد و وظیفۂ اخیار

شگفتہ روئے تو رنگِ رخِ بہار شکست　　　خجستہ خوئے تو برد آبِ طبلۂ عطّار

گماں مبر کہ کشاید دلش بہارِ بہشت　　　کسیکہ با رخِ زیبائے تو بہشت بہار

زند ز رشکِ تو بر خاک آفتاب کلاہ　　　کشد ز رائے تو پیرِ فلک بپا دستار

شرارہائے سنانت بر آسمان انجم　　　نمود اینکہ ثوابت بود تہِ سیّار

بر آستانِ تو فرقِ بلندیِ افلاک　　　در آستینِ تو دستِ سخائے ابرِ بہار

زند ز عدلِ تو بر پیل پشۂ ناچیز　　　ضعیف مور بر آرد بروں ز مار دمار

ز دار و گیرِ تو مالید فتنہ رو بر خاک　　　نہاد عافیت و امن پشت بر دیوار

دو چشمِ چرخ مہ و مہر روشن ست ازاں　　　کہ رفتہ اند بمژگاں ز درگہِ تو غبار

توئی ز نسبتِ آبا و امہاتِ کرام　　　چراغِ دودۂ صدیق و حیدرِ کرّار

ورق ز کلکِ تو گردید تختۂ ریحاں　　　قلم بہ دستِ تو باشد رگی ز ابرِ بہار

خجستہ کلک ترا ملک دہر ملک یمین | تبارک اللہ یمینی کہ ملک راست یسار

شد از نقوش تو کاغذ نگارخانۂ چیں | شد از مداد دوات تو نافۂ تاتار

ز جود شاہ فروشند مفت دولت و بخت | جہاں بگشتم و دیدم بجملہ شہر و دیار

مسنج گفتۂ عرفی کہ حرف موزوں نیست | نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

من و شمار خصال جمیلات ہیہات | چو نیستم بشماری چہ آورم بشمار

ہمیشہ تا کہ قرآن عظیم سی پارہ | بود بہ ہفت قرارت وظیفۂ اخیار

ہمیشہ تا رمضاں را بحکم سی روزہ | ز ختم ہفت منازل نکو بود آثار

سنین ہفت و سی از عمر شہ مبارک باد | بحق احمد مختار و آلہ الاطہار

بود مدار زمین و زماں بتو یا رب | چو با زمیں مدرست و چو با زمانہ مدار

غنی ست مدح سرائے تو با نقود سخن | چہ غم کہ نیست بدست و کفش دُر و دینار

چناں بسلک ثنایت ز خامہ در سفت ست | کہ چرخ گوہر پرویں فشاند مہر نثار

کجاست عرفی شیراز قلزم معنی | کجا کمال صفاہان ابر لولو بار

کجا ظہیر گہر سنج نظم تا شنوند | زمن دو حرف نیازی ضروری الاظہار

کہ بگذرند زمن از کرم چو بہادم | سفال ریزہ بظرف لآلی شہوار

ازینکہ رسم قدیم ست و صیرفی داند | خزف بگوہر رخشاں نہادہ در بازار

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

باز بروئے جہاں چہرۂ طرب برکشاد | باز غم و عیش را بست رہ و در کشاد

یافت نکو جنبشی چرخ کہ از دور زد | دید ہمہ فال نیک زہرہ کہ از اختر کشاد

گریۂ اشک آفریں پائے بداماں کشید | خندۂ دنداں نما لب چو گل تر کشاد

تا بردِ تلخیِ کامِ دلِ عاشقاں
پستۂ شیریں لباں تنگ ز شکر کشاد

بسکہ نشاط و سرور برد کشایش بکار
غمزہ گرہ ز ابروئے شاہدِ دلبر کشاد

راحتِ دل رنج را از ہمہ سو در ببست
بسکہ دلِ عالمے یافت ز ہر در کشاد

بست و کشادِ عجب برد بگلشن بہار
نامیہ گر غنچہ بست باد گلِ تر کشاد

برگِ گلِ ارغواں بست چو رنگِ عبیر
بوئے گلِ یاسمیں طبلۂ عنبر کشاد

نرگسِ شہلائے باغ چشم چو از خواب بست
دیدۂ خوابیدہ اش رشحۂ آذر کشاد

جامۂ گل چاک زد ذوقِ سماعِ ہزار
بو دگراں گوشِ گل نغمہ مکرر کشاد

سرو چو آمد بپا فاختہ از دست رفت
نعرۂ کوکو ز دل ہمچو قلندر کشاد

جام و صراحی چو یافت از گل و غنچہ بہم
مرغِ چمن بادہ زد زمزمۂ تر کشاد

گل چو نقاب او فگند پردۂ بلبل درید
لالہ چو آتش فروخت بخت سمندر کشاد

بلبلِ مستانہ وش از قدحِ سرخِ گل
در دہن و کامِ خویش بادۂ احمر کشاد

غنچہ بصحنِ چمن از پئے جلوہ گری
پردہ ز رخ بر فگند روئے ز چادر کشاد

نامیہ مشاطہ وار غنچہ و گل چوں عروس
روئے یکے در نہفت چہرۂ دیگر کشاد

بسکہ شگفت آمدم زینہمہ بست و کشاد
کیست کہ اندازہ بست چیست کہ ہر در کشاد

ناگہم از بوستاں مژدہ نسیمِ بہار
داد کز آں غنچہ ساں ایں دلِ مضطر کشاد

گفت مدار ایں عجب زانکہ گرہ خوردہ است
رشتۂ عمر آنکہ او کار سراسر کشاد

رشتۂ عمرِ کسے کز دمِ او چوں بہار
عقدہ ز کارِ چمن ہمچو گلِ تر کشاد

رشتۂ عمرِ خدیو آصفِ دوراں کہ او
بست درِ فتنہ و کیسۂ گوہر کشاد

آنکہ بسر منزلِ ہشتم و سی سالِ عمر
ہمچو مہِ چاردہ رخت فروتر کشاد

آنکہ خود اسلافِ او ہمچو ملوکِ عظام
کرد چو عزمِ دکن آں ہمہ کشور کشاد

آنکہ نظامِ اولش چوں درۂ خیبری
قلعۂ بیدر کشاد قلعۂ بجور کشاد

آنکہ بخواہندگاں داد زرِ جعفری — آنکہ بداد و دہش دست چو جعفر کشاد

آصفِ جم مرتبت زیبِ سریرِ دکن — آنکہ زر و تخت را بخت چو افسر کشاد

کاسۂ ہر سائلی پر ز زر و سیم کرد — کیسۂ پر سیم و زر بہرِ گدا در کشاد

تا چو زرِ مغربی آوردش سیمِ صبح — بہر بہ مشرق دکاں صورتِ زرگر کشاد

بہرِ گدایاں ہمہ بست دہانِ سوال — بلکہ بر شئے جہاں کم ز بششش در کشاد

کلکِ زر افشانِ او کاں چو کلید زر بست — قفل ز گنجینۂ لعل و در و زر کشاد

ہفت زمیں بر درش گنجِ زرِ خود کشید — ہفت فلک بر رخش چشم ز اختر کشاد

معدلتش در جہاں شوکتِ کسریٰ شکست — ہیبتِ او از کمر دشنۂ قیصر کشاد

مشتری از طلعتش سہمِ سعادت گرفت — تیر ز دیواں کہش عقدۂ دفتر کشاد

روشنیِ تازہ یافت چشمِ ہمہ روشناں — تا بہ فروغِ رخش دیدۂ اختر کشاد

تابعِ دینِ جہاں بست ز زیور طراز — بہر چو زرگر دکاں از پئے زیور کشاد

اخترش از ارتفاع در صدِ انجم رسید — کاوجِ ثریا ز ثریٰ رخت فروتر کشاد

عزمِ بلندش قبا تا پئے اسلام بست — درعہ و خفتاں ز تیر بر تنِ کافر کشاد

سہمِ سنانش کماں بر دلِ طغرل کشید — بیمِ کمانش کمیں در زرہ قیصر کشاد

پنجۂ زال افگنش بازوئے بہمن شکست — عقدۂ صد ہفتخواں در ہمہ کشور کشاد

خنجرِ خونریزِ او گردۂ خاقاں درید — دشنۂ سر تیزِ او سینۂ سنجر کشاد

قلعۂ کفر از دمِ دشنہ چون ذوالفقار — چوں اسد اللہ علی فاتحِ خیبر کشاد

رمحِ خویش بہر داد ز گلبرگ خواست — گرمیِ طبعش بقہر دود ز اخگر کشاد

در صفِ اعدا فتاد خنجرِ او روزِ رزم — نعرہ بنامِ علی حیدرِ صفدر کشاد

نسرِ فلک او فتاد ریخت پر بر زمین — گر ز کماں شستِ او تیرِ پر شہپر کشاد

ترکِ سپہرِ برین روزِ وغا لیش ز بیم — تیغ و کمر از میاں ہمچو دو پیکر کشاد

زخم پیاپی برزم بر جگر دشمنان — گاه ز شمشیر بست گاه ز خنجر گشاد

زخم زبس در جلد ریزهٔ تیغ تو در رزم ریخت — از تن اعدای دین چشمهٔ خون در گشاد

عزم تو بدخواه را روز نهاب و نهیب — هم ز جگر در گرفت خون ز جگر بر گشاد

گردهٔ گردون کشان خنجرت از هم درید — گردن بدخواه را تیغ تو چنبر گشاد

چون غضبش روز رزم چهره چو آتش فروخت — اندر جگر برق تیغ زد دو و شرر بر گشاد

جوهر از انعام او رفت بخنجر نهفت — خنجر فولاد او مشکل جوهر گشاد

خیر تو از هر طرف جمله در شر ببست — گرچه بداندیش تو نیک ره شر گشاد

مهر تو در عالمی صبح سعادت فشاند — گنج گهر از رهش روز پردهٔ شب بر گشاد

زهره پی شمع تو پردهٔ فانوس ساخت — هر چه ز مقنع درید هر چه ز چادر گشاد

چرخ پی خطبات منبر خورشید بست — قاضی نه آسمان خطبه به منبر گشاد

گرچه چهل سال عمر پیش فقیهه حکیم — راه کمال خرد بهر خرد ور گشاد

هشتم سی سال شد کم ز چهل هیچ نیست — لفظ چهل از عدد وانهمه دفتر گشاد

تا به سپنجی سرا جز به سرافیل صور — ره نبرد بر در کوشک ششدر گشاد

ششدر غمهای تو بشکند از دست سور — آنکه ز سور و نشاط خاطر ششدر گشاد

کاخ تو بگشاده در باد بروی فلک — تا که بروی زمین چرخ فلک در گشاد

هر سحرت در جهان ملک دگر فتح باد — تا به سحر ملک تو خسرو خاور گشاد

رشتهٔ عمرت بود دبش ز اختر گره — تا گره کار شب یافت ز اختر گشاد

مدح سرایت غنی گنج سخن نقد اوست — زان پی عقد ثنا حقهٔ گوهر گشاد

تا دره عقد از پی شاهد اقبال شاه — بست که پروین برو چشم ز اختر گشاد

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

ای قدِ بالای تو قامتِ عرعر شکست
لؤلؤی لالای تو قیمتِ گوہر شکست

با رخ و بالای تو لاف زدی زاں صبا
داد گل گوشمال شاخِ صنوبر شکست

گل ز رخت گدیہ کرد خندہ ازاں در چمن
امرد کنگر صفت شاخ زد و سر شکست

نقش رخِ دلکشت دفتر مانی بہ شست
خط لب لعل تو خامۂ آذر شکست

آتش رخسار تو شعلہ زد و بیشم آں
شہپر پروانہ سوخت بال سمندر شکست

شاہد عذرا عذار چہرۂ رعنای تو
آب رخ لالہ ریخت رنگ گل تر شکست

روی تو از گیسواں بہر دلم دام زد
چشم تو در سینہ ام از مژہ نشتر شکست

لاف قد از قامتت طوبی جنت بہشت
مایۂ ذوق از لبت شربت کوثر شکست

عارض گلفام تو ریخت رنگ بہار
کاکلِ مشکینِ تو نکہتِ عنبر شکست

جادوی چشمت شکیب از دلِ ہاروت برد
زہرہ ز تو ساز خود دید جواب تر شکست

شعلۂ عریاں بود سادہ عذارت ز خط
کآتش زردشت را تاب دراخگر شکست

از پی نظارۂ روی دلارای تو
بسکہ کشید انتظار دیدۂ عبہر شکست

خال سیہ بر رخ و عارضِ گلرنگ تو
در دلِ عود و سپند شعلہ ز مجمر شکست

بادِ صبا در چمن طبلۂ عنبر کشاد
صبح چو بر عارضت زلف معنبر شکست

جادوی چشمت ربود دل ز کف حور عین
قند لبت لذتِ شربتِ کوثر شکست

چشم سیہ مست تو دوش بہ گلگشت باغ
شیشۂ گل زد بسنگ ساغرِ عبہر شکست

تا دہن تو شکست قند و شکر در سخن
قند ز شرم آب شد قیمتِ شکر شکست

نیست ز نوشیں لبت بہر شکر جز تری
شانِ نبات و عسل این شکر تر شکست

تا ز تنِ نازکت بہرۂ نکہت برد
بندِ قبای ترا بادِ صبا در شکست

سلسلۂ اشکِ من رشتۂ باراں گسست
رشتۂ دندانِ تو تابشِ اختر شکست

بی تو مرا جامِ خوں لالہ بہ گلشن نمود
در جگرم برگِ گل خار چو نشتر شکست

سرو و صنوبر مرا وار نمود از تو دور
در نظرم برگِ بید ہیبتِ خنجر شکست

آرزوئے بیدلاں می شکند غمزہ ات
چوں صفِ بدخواہ را صولتِ داور شکست

داورِ جمشید فر آصفِ ثانی نظام
آنکہ بجم پائگی پایۂ قیصر شکست

لات و ہبل را لگد از پئے اسلام زد
تارکِ عزّی پئے دینِ پیمبر شکست

چوں درِ خیبر کشِ شہِ مرداں کشاد
قلعۂ کفر و نفاق شاہ ز ہر در شکست

صد صفِ اعدائے دیں ز ور وغا عزمِ او
از مددِ ہمتِ حیدرِ صفدر شکست

آمدہ محبوب از آں نزدِ علی گو ز غم
دل پئے آلِ علی سبطِ پیمبر شکست

خنجرِ غم بر گلو از پئے شبیر زد
زہرِ ہلاہل بکام از غمِ شبّر شکست

کی طرفِ او شود ترکِ فلکِ جلال
خاصہ چو طرفِ کلہ بر شہِ خاور شکست

بود گراں تر ز کوہ لشکرِ اعدا و لے
کرد سبکتر ز کاہ تیغ چو بر سر شکست

غیر شکستِ سرش ہر چہ درستش نمود
روز وغا از غضب بر سرِ کافر شکست

چنگلِ شاہینِ شاہ گردنِ عنقا ربود
بازوئے سیمرغ را بازیِ شہ پر شکست

سینۂ قلب الاسد سفت بہ تیرِ خدنگ
تارکِ جوزا بداں تیغِ دو پیکر شکست

زخمِ سنانش دلِ دبۂ اصغر شگافت
ضربِ عمودش سرِ دبۂ اکبر شکست

دوش چو مثلِ عروس بزمِ شہ آئیں گرفت
شاہدِ پرویں ز غم حقۂ زیور شکست

دمبدم از کوسِ او بانگ غدمدم چو خاست
گوشِ ستم کوش را بر صفتِ کر شکست

منظرِ ایوانِ او بسکہ بلند آمدہ
طارمِ کیواں ز غم شرفۂ منظر شکست

کاخِ ستم را ازو طارم و طاق او فتاد
چوں ز ظہورِ نبی چاردہ کنگر شکست

طرفه فلاطون منشش جز آلهی پناه
کز ادبش زانوی هرمس اکبر شکست

یوسف عدل ترا باهمه گرگ آشتی
می نهد هدر جهان هیچ برادر شکست

جوهر شمشیر تو گرچه عرض بیش نیست
لیک بعرض هنر قیمت جوهر شکست

ترک فلک را ز تو چون شده ترکی تمام
دست ز شمشیر داشت دستهٔ خنجر شکست

زهره بدیوان تو چنگ و دف و عود سوخت
تیر بدیوان گهت خامه و دفتر شکست

نسر فلک راست گر شهپر و بازو بلند
تیر بلند افگنت بازو و شهپر شکست

رخش تو از خنگ ماه در جولان برد گوی
گوی تو هنگامهٔ گوی مه و خور شکست

بزم ترا ساز دید زهره ز پرده فتاد
بهر تماشا ز رخ گوشهٔ چادر شکست

مشتری آهنگ کرد لیک چو راهی نیافت
آرزوی بزم تو در دل مضطر شکست

سر به ثریا ز تو حلقهٔ محراب سود
پایهٔ کیوان ز تو پایهٔ منبر شکست

رونق دیوان گهت دید دبیر فلک
دل ز قلم بر گرفت خاطر دفتر شکست

کاغذ او باد برد دفتر او گاو خورد
سنگ زده بر دوات خامه و مسطر شکست

صبح برایت مگر لاف صفا زد دروغ
لاجرمش برافق شب قدح زر شکست

شام بر ویت قمر چهره بدعوی فروخت
قرص درش آفتاب صبح بکیفر شکست

پنجهٔ تو بازوی رستم بیکدست بست
بازوی پر زور تو دست غضنفر شکست

روی زمین را گرفت سم سمندان تو
پشت فلک گرد پای خیل تگاور شکست

عزم تو بر کشور و لشکر دشمن چو در
روی ز کشور گرفت پشت ز لشکر شکست

آمد از موکبت بر سر اقلیم کفر
چون بسر ملک شب از شه خاور شکست

خصم زبونت اگر برد بدریا پناه
سیل بلا بر سرش کشتی و لنگر شکست

خنجر خونریز تو بسر گلوی عدو
غرغرهٔ خون او در بن خنجر شکست

حاسد جاهت اگر خواست سلامت زکوة
کوه ز سر تا کمر بر کمر و سر شکست

امر تو در خانقاه مصحف و تسبیح خواند — نهی تو در میکده شیشه و ساغر شکست

با رقم دلکشت خامه ز خطای خویش — بهر تو دبیر فلک صاحب دفتر شکست

تیغ سبک پیکرت سر ز تن خصم برد — مشت گران سنان تو بر سر شه افسر شکست

ای که ز اجلال تو دودهٔ سلجوق را — شان ملکشه تمانده شوکت سنجر شکست

اینکه نظام دولت آصف جم جاه بود — قلعهٔ بی در کشاد قلعهٔ بیدر شکست

بر تن اسفندیار تیغ تو جوشن شگاف — بر سر افراسیاب گرز تو افسر شکست

با کف زرپاش تو کامده گوهر فشان — زر ز بها اوفتاد قیمت گوهر شکست

نوک سنانت گهی گرز گرانت گهی — گردهٔ خاقان شگافت گردن قیصر شکست

بر بن گودرز و گیو بر تن سهراب و سام — درع نفتان درید افسر و مغفر شکست

تیغ ظفر پیکرت گشت چو بالا برزم — پهلوی جوزا درید پشت دو پیکر شکست

دست تو سازد درست پخته سد از زر خام — فتنهٔ یاجوج اگر سد سکندر شکست

دور بکامت رود داد گر دور گیر — گرد دوران فلک نوبت قیصر شکست

داور دریا نوال مدح سرایت غنی — بر سر تو از گنج این گهر تر شکست

گوهر پرتاب او از فر و فرتاب خود — کوکبهٔ تابش انجم و اختر شکست

لمعهٔ او از رخ انوری خاوری — فرد فروغ سخن و همه خاور شکست

پرتو همایون کنا د شادی سال گره — آنکه ز شادی غم خاطر ششدر شکست

کوشک طبعت ز سور فرخ و آباد باد — تا که بیابد بسور کوشک ششدر شکست

قصیده

در تهنیت سالگره بندگان عالی اعلحضرت خلد الله ملکه

صبح شد کز خواب خوبان جلوه ها بر جو زنند — خنده ها بر آفتاب از رخ زشست و شو زنند

رو نکوتر میشود از حسن شستہ در نظر — حسن شستہ تر بود گر شست و شو بر رو زنند

چشم شویند از خمار خواب یک دریائی آب — ہم بروئے فتنۂ خوابیدۂ بدخو زنند

ز اشتیاق پر تو رو مضطر آمد جوئبار — آب سیم ناب گرد دگر برو پر تو زنند

از عتاب قہر بر حال خراب عاشقاں — ہر گرہ کز زلف بکشایند در ابرو زنند

جامۂ آبی شبنم ہمچو گل در بر کنند — ہم قبائے پرنیاں بر کرتہ پر نو زنند

تنگ بر اندام خود در زند از شبنم قبا — بر قبا ہا از شعاع آفتاب آتو زنند

بر کف ہر یا حنا بندند از بہر نگار — بر سر دستار ہا گل از برائے نو زنند

کاکل شیرنگ اندر خسار چوں روز افگنند — خندہا بر عنبر و کافور ازیں ہر دو زنند

خال بر لب غازہ بر رخسار و افشاں بر جبیں — سرمہ در چشم سیاہ و وسمہ را ابرو زنند

زاں عذار آتشیں و دانۂ خال سیاہ — عود بر آتش نہند و لالہ آسا یو زنند

سحر بابل از لب معجز نما برہم زنند — بر زمیں زہرہ ز چرخ انداختہ جادو زنند

خندہ بر نسرین و گل از عارض رنگیں کنند — طعنہ بر سرو صنوبر از قد دلجو زنند

رخ فروزند از رعونت با گل رعنائی باغ — قد کشند از ناز و بر روئے قمریاں پوپو زنند

با رخ ہمچوں گل خورشید رخشندہ چو روز — آستینے بر چراغ مردۂ شبّو زنند

گل ز شوخی چادر خود را بشاخ افگندہ است — خوش بود برقع گر از روئے نکو یکسو زنند

بر عذار آتشیں بلبل سراید روستا — ژندخوانان چمن و پیش او زانو زنند

بوسہا از لب بیفشانند تا دلدادگاں — خردہ بر بے آبی عناب و شفتالو زنند

سر بسر چشمک بنرگس باید از چشم سیاہ — مو بمو در کار سنبل عقدہ از گیسو زنند

اندریں صبح سعید مولد شاہ دکن — باید از ہر تہنیت در ہائے گفت و گو زنند

ہم نوید جشن میلادش بہر برزن دہند — ہم ندائے شادمانی بر سر ہر کو زنند

طبلہ ہائے بانگ شادی بر فراز نہ سپہر — خیمہ ہائے اشک حسرت از عدم آنسو زنند

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف — بر درِ شاهنشهی از تهنیت ها هو زنند

چشم شاهی که از لطفش نوی و تازگی — صد صلا بر عالمِ پیر خرف فرتو زنند

میر محبوب علی خان خسرو دارای دین — آنکه نقش نام او بر نامه ها چون هو زنند

خسروِ فخرِ سلاطین آنکه خدّام درش — خنده بر ضحاک و افریدون و کیخسرو زنند

میزنند از تیغ بر جوزا اگر در دل برند — می برند از پیش گردون گر بمیدان گو زنند

گرز گوپالِ گران بر گردن جیپال هند — بیلک و خشت آهنی بر سینهٔ پیغو زنند

روز رزمش دشمنان را ز استخوان سینه ها — دشنه ها در سینه و در دل ز هر پهلو زنند

بر کمانِ توس می بندند زه از کهکشان — گر شکار برهٔ افلاک چون آهو زنند

چون عصا و دست موسی نیزه و دستش برزم — گر همه جا دوست دشمن لقمه از جادو زنند

تاختن گه تاختن آرند و بر خاقان روند — تا ختا شبخون گهی بر کشور پیغو زنند

بی گمان برخیزد از لبهای اعدا بانگ هی — گر دلیرانش بمیدان روز هیجا هو زنند

آتش انگیز است تیغ و دشنهٔ تیزش ز آب — شعلها خیزد ز موجش گر بر روی جو زنند

بزم آرایان او را گر رود رضوان ز خویش — دل نمی آید که گشتِ روضهٔ مینو زنند

می فشانند از سخا دست و کفش عقد لآل — صد گره در کار رو بار رشتهٔ لولو زنند

مهر هر سالش بمیزان سنجد و دارد امید — سکهٔ شه بر زر کامل عیار او زنند

نیست در جام دل شه نقطهٔ از جسم جو — از خط جورش قلم بر جام کیخسرو زنند

کار پردازانِ قدرت روز آئین بستنش — پردهٔ دهلیز قصر از پردهٔ شبو زنند

گم کنند از بیم دست و پا سراسیمه شوند — روز زورش رستم دستان اگر بازو زنند

پهلوانانش بهنگام وغا صد پشت پا — رستم یکدست را بر پشت و بر پهلو زنند

سینهٔ رویین تن و پولاد وند اندر مصاف — چاک گردد چون کتان بر سینه گر پهلو زنند

هر رگ پیچد در نشاط کفن و تیغ و تیر او — از پی چخ چخ بهر خواب دشمنش نا نو زنند

دشمناں از قہر او روز و شباں گویند ہائے
دوستاں از مہر او شام و سحر گہ ہو زنند

زاں سبکدستی کہ بازویش کند در روز رزم
تیغ و تیرش آفریں بر دست و بر بازو زنند

شوکتش را شانہ گردانی ز کیخسرو رود است
کاستاں بوسانِ او با خسرواں پہلو زنند

سازگار آمد بعہدِ عدل او ناسازگار
باز و شاہیں خواب خوش در پہلوئے تیہو زنند

دشمنانش از خم می خشت ہا بر سر خورند
دوستاں از جام و مینا بادۂ مینو زنند

ہر سحر گہ ابر آذاری و بادِ نو بہار
در رہِ او آب افشانند و رفتہ رو زنند

گستر در ضوان بنبرشس ہر کجا فرشِ نیاز
حوریاں در محفلِ او از مژہ جاروزنند

ہر کجا عزمِ بلندش رو بہ تسخیر آورد
فتح و فیروزی علم از ایزدی نیرو زنند

تا بدورانِ فلک باشد حساب ماہ و سال
تا گرہ در رشتۂ سالی ز جبت و جو زنند

رشتۂ عمرش بود چوں رشتۂ دوراں دراز
تا گرہ در رشتہ بر حسبِ حسابِ او زنند

روحِ علوی شاد در جنت کہ در صفت ایں گفت
نو بہار آمد کہ خوباں غازہ ہا بر رو زنند

چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجانِ غیبی
چادرِ گل بر مزارِ علوی خوشخو زنند

قصیدہ

در نوید قدومِ فیض لزومِ اعلیحضرت بندگانِ عالی حضورِ پُر نور از کلکتہ

باز آں تازہ بہاراں بگلستاں آمد
حیدرآباد گلستاں بہ بہاراں آمد

مژدہ اے بلدۂ فرخندۂ بنیاد کہ باز
آب در جوئے تو از رفتہ فراواں آمد

مژدہ اے شہر ہمایوں کہ بنائے تو دگر
تا بآب آمد و بسیار بساماں آمد

کار سازت شرف و شہرت و رونق گردید
سازگارت فلک و طالع دوراں آمد

بر سرت سایہ فگند آنکہ پئے سایۂ خلق
سایۂ مہر فگن چوں مہ تاباں آمد

قطرہ بودی بتو پیوست محیطِ اعظم
ذرہ بودی بسرت مہرِ درخشاں آمد

ساحلِ خشک شدی موج کرم زد دریا | صدفِ کاسہ بکف بودہ ونیساں آمد
بیکسے بادیہ بودی بسرت خضر گذشت | مور بودی بدرت تختِ سلیماں آمد
آب ورنگِ تو خزاں گر نفسے برد چہ غم | کہ بریحان وگل ولالہ بہاراں آمد
خاک بودی وفلک مائلت آمد کہ ترا | مرکز دائرۂ گنبدِ گرداں آمد
عالم از شخص بود سینہ دراں شخص دکن | وندراں سینہ چہ خوش یارِ دگر جاں آمد
وقت آنست کہ تصریح کنایات کنم | چند گویم کہ فلاں آمد وبہماں آمد
شد بہ کلکتہ وبا دولت وصولت واپس | شاہ جم مرتبہ محبوب علی خاں آمد
حامیِ ملت ودیں ماحیِ کفر وطغیاں | حافظِ امن وامان دادرِ ذی شاں آمد
آنکہ از داد و دہش دانش وبینش دہر | آصفِ روئے زمیں جعفرِ کیہاں آمد
آں طرفدار دکن حارسِ شرع وناموس | کہ نہیبش بدلِ قیصر وخاقاں آمد
آنکہ از مبدءِ فیاض بدیوانِ وجود | اوّلیں فردِ سرِ دفترِ امکاں آمد
از عدو بندی واقلیم کشائے نامش | روکہ نامۂ ہنگامۂ ترکاں آمد
شہ نظامِ ششم وناظمِ پنجم بہرام | پے شش وپنج شش از پنج فراواں آمد
حملۂ رستم وہنگامۂ رزمِ بہمن | درمصافش ہمہ بازیچۂ طفلاں آمد
چوں سمند دورکابہ بمہ وخور سپہر | روز گو بازیِ یکرانش بمیداں آمد
اسپ چوگانی او را بدمِ گو بازی | کرۂ ارض چو گو درخمِ چوگاں آمد
چوں فلاطونِ الٰہی ست فطین از اوّل | حیدرآباد ازاں ثانیِ یوناں آمد
ہمچو آں بید کہ از باد بلرزد درباغ | شیر در بادیہ از سہمِ تو لرزاں آمد
کاہ از سنبلہ گیرد بدہاں شیرِ فلک | بسکہ از صولتِ قہرِ تو ہراساں آمد
خوار وخاسر زدرت خسرو وخاقاں رفتہ | قدر بشکستہ بہ پیشِ تو قدر خاں آمد
عدل تو بستہ بزنجیر شعاعش آورد | صبح را چاک چو از مہر گریباں آمد

تا دو اسپہ برکاب تو دواز شب و روز
راکب دہر شب و روز شتابان آمد

با تو پرویز چہ نازد بزرِ دست افشار
کہ ترنج زرت از مہر درخشان آمد

دشمنت را باثر شربتِ الماش شدہ
گر بکام و دہنش شربت حیوان آمد

بادم اژدرِ تیغت کہ نہنگِ اجل ست
سام ابرص لبِ پیام نریمان آمد

از سخائے دل بیدار تو ہست آنچہ گدا
دید در خواب بشب صبح بداماں آمد

ہر یکے راست ز تشریف تو خلعت در بر
غیر از تیغ حسامِ تو کہ عریاں آمد

سرفرازی ز تو بر خصم ہم آمد مبذول
کز سنان تو سر افراز بمیدان آمد

پیر فرتوت برائے تو بود شیخ رئیس
طفلکی نو سخنے پیش تو سحبان آمد

شد در ایّام تو گردن کشِ سرتاب زدہر
جز کمند تو کہ گردن کش گرداں آمد

عالمے تشنہ لب و طبع تو بحرِ افضال
آرزو ہا صدف دست تو نیساں آمد

نہی از قہر یتیمان چو بہرامر تراست
طرفہ قہرت بہ یتیم دُرِ غلطاں آمد

نیست در دورِ تو نہر از پئے سائل لیکن
قطرۂ سائلی در نہرِ زبا راں آمد

بہترین دخل تو شد آمدِ ارباب سوال
کمترین خرج ترا دخلِ بدخشاں آمد

زر بدامانِ گدا ریخت ز دستت پنہاں
چاک از جیب تو پیوستہ بداماں آمد

نبری آب کسے گرچہ بود با دبدست
نکنی خون کسے گو ہمہ بطلاں آمد

بجز آں آب گہر کامدہ در چشم صدف
غیر ازاں خوں کہ ہمہ درجگر کاں آمد

ضرب تیغِ تو کہ تقسیم کند جوہر فرد
رفع تفریق پئے جمع حکیماں آمد

ابرنیسانِ کفت در صدفِ استعداد
از پئے صاحب جوہر گہر افشاں آمد

شد دوا دیں شعرا را ز صفات پاکت
آں مطالع کہ پئے مہر درخشاں آمد

از ثنائے تو پئے قافیہ سنجانِ جہاں
رو کشِ صبح دوم اوّل دیواں آمد

شاہ گر قدر سخنگوی شناسد چہ عجب
گو سخنگوی و سخن سنج و سخنداں آمد

میرزا داغ بماد رکه فصیح الملک ست / از سخن سنجیش استاد بدوران آمد

شاه در شعر پسندی چو علی شیر بود / داغ در شعر غزالیِ غزلخوان آمد

شاه دینار و درهم ریخت چو خاقان بر داغ / داغ از ریختهٔ خاقانیِ شروان آمد

طوطیِ تازهٔ هندی ست که با صوت صفیر / چون کهن بلبلِ شیراز نواخوان آمد

آنکه از رشک سوادِ رقمِ مشکینش / داغ سودا بدلِ میرِ سخندان آمد

هست هم قافیهٔ غالب و ذوق و مومن / کو ردیف از پئے این قافیه سنجان آمد

داغ در بزم سخن خواجهٔ شیراز بود / ذوق در طرز غزل خواجوئے کرمان آمد

ذوق هر چند گهر ریخت زمینانِ قلم / داغ هم بهر در ریخته عمان آمد

ذوق را آب برو بسته شد از دست ظفر / داغ را دولتِ محبوب علی خان آمد

چارشنبه که بود از رمضان بست و نهم / آن مهِ برجِ شهے جلوه فروشان آمد

شاد آن روز دل افروز مسرت اندوز / شه بشهر آمد و در جسم جهان جان آمد

شهر از آرایش و تزئیں چو عروسِ نو شد / شه ز اقبال چو نوشاه عروسان آمد

ماه نهفت دمِ مقدمِ شاه دوران / کی بود ماه چو خورشید درخشان آمد

مقدمِ شاه پسش مقدمِ شوال بهم / طرفه عیدی ست که شادیش بقربان آمد

هر دو عید ست سعید ست بعید ست ز غم / آن ازین پیش چه دانی بچه عنوان آمد

عید اول نمکین عید دوم شیرین ست / نمکین پیش ز شیرین بهمه خوان آمد

عید ثانی همه دانند که باشد شیرین / عید اول نمکین نکتهٔ پنهان آمد

میر محبوب علی خان نمکین ست و ملیح / این سخن ثابت و مقبول به برهان آمد

شاه ما میر صبیح ست و همه میر ملیح / که ملاحت صفتِ ختمِ رسولان آمد

خود رسولِ عربی گفت که مائیم ملیح / زان ملاحت پئے میراث بمیران آمد

چون مبین شده صغری و مبرهن کبری / شکل اول پئے اثبات چه برهان آمد

بدعا کوش عشیؔ تن بزن از طول سخن | کہ دراز ی سخن شاق بتا ہاں آمد
تا بعید از رہ صورت بد و معنی ست قریب | وز قریب ست بعید آنچہ بامکاں آمد
تا بود مومن دیں شاد بعید شوال | تا بعید از اثرش صاحب کفراں آمد
شاد زایام تو پیوستہ ہمہ عالم باد | چوں زعید رمضاں شاد مسلماں آمد

قصیدہ

درتہنیت عطائے خلعت استقلال عہدہ مدار المہامی
براجہ راجگان راجہ کشن پرشاد بہادر از پیشگاہ اعلیٰحضرت
حضور پُرنور خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ

(سنہ ۱۳۲۰ھ)

برطرح مشاعرہ ضیغم صاحب

آں میمنت کہ در مہ شعباں رسیدہ است | اثبات آں ز آیۂ قرآں رسیدہ است
کز بارگاہ پاک دریں مہ تمام امور | ایجاب یابد آں چہ بامکاں رسیدہ است
در جلوہ گاہ کون کشاید ز رو نقاب | ہر چہ از ازل بہ پردۂ پنہاں رسیدہ است
مبرم بود ہر آنچہ بتعلیق آمدہ | اسرار در مجازی اعلاں رسیدہ است
یابد قضائے عام باندازۂ قدر | از ہر چہ در نصیبۂ انساں رسیدہ است
زاں اوّل از تمام کہ اولیٰ ست از تمام | خلعت بود کہ در مہ شعباں رسیدہ است
یعنی بروز فرخ ماہِ سعید سعد | خلعت ز شہریار بدیواں رسیدہ است
فرخندہ شہریار خدیو نظام ملک | کآوازۂ عطاش بہ کیہاں رسیدہ است
از خطۂ دکن بخطا و ختن تمام | صیت سخا بخان و بخاقاں رسیدہ است

آں خسرو ستارہ سپاہی کہ شہرہ اش | از ہند تا دیار سپاہاں رسیدہ است
در شان و در شکوہ گرفت ست جائے جم | در تاج و در نگیں بسلیماں رسیدہ است
اکرام او بصوفی و رند آمدہ سبیل | انعام او بگبر و مسلماں رسیدہ است
گر نکہتش رسید بباغِ ارم چہ دور | چوں بوئے پیرہن کہ بکنعاں رسیدہ است
سر می دہد بغیر ترازو زر و گہر | گر جود آفتاب بہ میزاں رسیدہ است
یک روز بیش نیست بعالم تمام سال | نوروز اگر ز مہر درخشاں رسیدہ است
نوروز دلفروز ز روئے نکوی شاہ | در سال و ماہ و ہفتہ بیکساں رسیدہ است
فرخندہ خلعتے کہ ز تابِ لآلیش | آبِ گہر بدیدۂ عماں رسیدہ است
خلعت ز لعل و در کہ درو تعبیہ شدہ ست | با ماہ و آفتابِ درخشاں رسیدہ است
کاں را ازیں جواہرِ بیحد و بیحساب | سرمایۂ عظیم بنقصاں رسیدہ است
فرخندہ دادبخش وزیرِ دہش گرا | کافسانہ اش ز داد بدوراں رسیدہ است
بر مسندِ وزارتِ عظمیٰ نشست شاد | برکامِ دل چہ خرم و خنداں رسیدہ است
بگذشت زانصرام کہ گردید مستقل | بدر از شرف بہ ثور چہ شایاں رسیدہ است
ایں خلعتِ خجستہ بدیوان دادگر | از بارگاہ شہ بچہ عنواں رسیدہ است
دیواں بود سکندرِ اقبال و بہرِ وے | از سوئے خضر چشمۂ حیواں رسیدہ است
یا از مکارم و شرف آمد جہانِ وزیر | ویں خلعتش بجسم جہاں جاں رسیدہ است
یا گویمش کہ جان بود و خلعتش چنیں | باشد حیات کز پئے آں جاں رسیدہ است
یا بر سپہرِ لطف چو ماہ ست و بہرِ ماہ | انوار ز آفتابِ درخشاں رسیدہ است
خلعت ز شہریار بدیواں رسید لیک | میرِ عدو ز رنج کہ فرماں رسیدہ است
کوتہ چو شد ز دامنِ دولت بدورِ او | دستِ عدو بچاک گریباں رسیدہ است
دیوان دادگر بشہِ جم حشم نظام | چوں ابن برخیا بسلیماں رسیدہ است

در عهد عدل مهدِ مدارِ مهام ملک
آمیزه در طبیعتِ ارکان رسیده است

در خاک و باد و آتش و آب اوفتاد صلح
آرامشی بعالمِ امکان رسیده است

آتش که بود در تپِ محرق ز دیرباز
تبرید او ز آب بپایان رسیده است

بود آب را به معده رطوبت سفوف طین
از بهرِ آن ز خاک بدرمان رسیده است

بحران نادرا لب بحر شد حباب
تبخالهٔ خوشی که به بحران رسیده است

هر سام خاک چون فمِ موی بود آب ازان
بکشید شاخها که به بستان رسیده است

نازم بداد او که بدورانش خلق را
هر درد دل که بود بدرمان رسیده است

آسایشی که خلق جهان داشت آرزو
در دورِ این خلاصهٔ دوران رسیده است

نی افترا قمیص بخون کذب رساند
ز گرگ آشتی که ز اخوان رسیده است

نی اشتلم ز عشق که حسن عفیف و پاک
بی علتی در آفتِ بهتان رسیده است

نی از دراز دستی نفسِ هواپرست
چاکی بجیب و دامنِ پاکان رسیده است

نی باد کرد سلسلهٔ موج را شکست
نی از حباب باد بزندان رسیده است

در پیش او بعذر که جیبِ کتان درید
از هاله ماه سر بگریبان رسیده است

شب از فراق روز کند ماتمی لباس
صبح از ملال چاک بدامان رسیده است

دستش ز بسکه گرم دُرفشانیِ سخاست
خفقان ز موج در دلِ عمان رسیده است

زان گرمیِ عطا که بگنج و گهر نمود
آتش ز لعل در جگرِ کان رسیده است

ملک از شگوفه کاری فصلِ بهار عدل
در تازگی بروضهٔ رضوان رسیده است

گر چاک کرد جوش جنون جیب و دامنی
از بیم او گرفته گریبان رسیده است

در ظل شاه نشو و نما کرد ریشه راند
مانند آن ثمر که به بستان رسیده است

دادش خدای عز و جل واهب نعم
آن دانش و حکم که به لقمان رسیده است

از شرم و انفعال فلاطون بخم نشست
تا صیتِ او بگوش حکیمان رسیده است

هر مشکلے بدانشِ مشکل کشا کشاد | در هر سخن بطبع سخنداں رسیدہ است
بالا ترست شمۂ قصرش ز آفتاب | کایوانِ او بطارمِ کیواں رسیدہ است
هر خانہ از قدومِ تو بیت الشرف شود | از مشتری چہ ناز بسرطاں رسیدہ است
سنجد عطائے مهرِ تو بر ماہ مشتری | ناهید ازاں بہ پلۂ میزاں رسیدہ است
در خدمتت ز حلقہ بگوشی قدر گرفت | تا صیتِ تو بگوش قدرخاں رسیدہ است
ایں خوشدلی عام کہ دارد دلِ جہاں | خاص از عطای خلعت دیواں رسیدہ است
هر سینۂ حزینہ سرور و سرور شد | کارِ سرور بسکہ بساماں رسیدہ است
ایّامِ زار نالیِ دلہا سر آمدہ | وقتِ تبسمِ گلِ خنداں رسیدہ است
صبحِ نشاط از افقِ آرزو دمید | تیرہ شبِ ملال بپایاں رسیدہ است
عالم تمام تازہ و خرّم شد از نشاط | واز تازگی بجسمِ جہاں جاں رسیدہ است
تنها نہ جاں بجسمِ جہاں آمدہ بگوی | از هر جہاں حیاتِ بہیجاں رسیدہ است
گویم غنی دُعاپئے دیوان دادگر | کیں خلعتش گز آصفِ دوراں رسیدہ است
یادا باد مبارک و میمون و سازگار | تا میمنت بچرخِ بشعباں رسیدہ است

قصیدہ

در تہنیت قدوم حضور پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ از دربار دهلی

نویدِ عیش ز ماهی باوجِ ماہ رسید | کہ تاج بخش سلاطیں بہ تختگاہ رسید
چو ماهتاب کہ آید بمنزلِ اکلیل | چو آفتاب کہ بر تختِ صبحگاہ رسید
چو سعدِ اکبرِ هفت آسماں کہ از جوزا | بخانۂ سرطاں شاد و در نجگاہ رسید
چو ترکِ چرخ کہ از قوس سوی جدی فلک | بعز و شوکت دیہیم و چتر گاہ رسید
ظفر بجو کبہ اقبال طرقوا گویاں | ببارگاہ شهے شاہ کجکلاہ رسید

بچتر و تاج ملوکانہ از سفر آمد براہ راہ قبائے شہے زراہ رسید

بہ گلشن دکن از جانب شمال آمد بسان باد شمالی کہ در پگاہ رسید

چنان کہ ابر بہاری و باد نوروزی بساز و برگ نہال و گل و گیاہ رسید

بدار ملک خود از شہر شاہجہان آباد خدیو ملک ستان مملکت پناہ رسید

بشہر خویش کہ مشہور حیدرآباد ست نظام آصف دوران جم سپاہ رسید

بخلد ناز فروش ست شہر ازینکہ درو لوائے دولت والائے پادشاہ رسید

عروس بخت بہ پیرایۂ جمال آمد جمال شاہد دولت بہ جلوہ گاہ رسید

تبسمی کہ نیامد بلب ز دوری شاہ شد ست خندہ کہ خندہ بقاہ قاہ رسید

پس از فراق دو روزی دکن بحمد اللہ بظل مرحمت سایۂ الٰہ رسید

دکن کہ جامۂ جان چاک زد ز دوری شاہ فگندہ است کلہ بر فلک کہ شاہ رسید

خدیو ملک دکن شہریار آصف جاہ کہ جان تازہ ز نامش بجسم جاہ رسید

ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم بفر خلعت شش تائے ہفت تاہ رسید

فلک بیارگہش چار طاق زد بزمین کہ زیب دولت و اقبال و عز و جاہ رسید

بعون او ز ندا اسلام ضرب الا اللہ ز دار کفر اگر صوت لا الٰہ رسید

برات بذل نویسد بر آفتاب مگر گہر ز کان بگدایش بدیرگاہ رسید

ضمیر حق نگرش قال ماسواہ بسے اگر تو ہم صورت ز ماسواہ رسید

بدون عرض بحاجات سائلان پرداخت بغیر نالۂ فریاد دادخواہ رسید

بسوئے کاہ دل کہربا کشد کامروز بدرد کاہ خداوند درد کاہ رسید

بقدر یک پر کاہی ز کوہ آسیبی ز عدل او نتواند ببرگ کاہ رسید

ز آبیاری خلق توشہائے نبات بجائے شاخ و ثمر در گل و گیاہ رسید

گہر ز بحر نخواہد سگے گدائے درت کہ گدیہ از کف سائل زبون گناہ رسید

قمر که لافِ غلامیِ درگهت میزد — ز داغ ناصیه بر دعویش گواه رسید
ز آه و ناله نیاسود دشمنت زنهار — خدنگ شد بجگر بر لبش چو آه رسید
فلک ز دور زمین بوسدت چو نتواند — که تا در تو بپاس قامتِ دوتاه رسید
ز احتساب تو ساقی چو رند توبه شکن — برون ز میکده رفت و بخانقاه رسید
ز احترام تو صوفیِ باصفا ساده — بشال و شمله و عمامه و قباه رسید
مکارم تو گرفتست عرض و طول بلاد — میامن تو بدوران بسال و ماه رسید
بهر لمعهٔ رایت فتاد روز بروز — ببدر پرتو روی تو ماه ماه رسید
ستاد ترک فلک همچو بنده ات بردر — دبیر چرخ چو دیوان ببارگاه رسید
مخالف تو نگون سر بصورت هاروت — ز اوج جاه فتاد و بقعر چاه رسید
موافق تو چو یوسف بدستگیری تو — ز قعر چاه برآمد براوج جاه رسید
ضمیر پاک تو سیمای مردمان دریافت — فطانت تو به پیشانی جباه رسید
چو سرمه گرد و غبار رهت بدیده نشست — چو سجده داغ غلامیت بر جباه رسید
ثنای سیرت و خلق تو در قلوب گرفت — دعای دولت و ملکِ تو بر شفاه رسید
فزود جوهر تیغ و نگین ز دست و گفت — فروغ از سرو پایت بتاج و گاه رسید
نیافت فتنه ز قهرِ تو هیچ جائی پناه — جهان ز فتنه بمهر تو در پناه رسید
کمال یافت ز مشاطهٔ دل تو جمال — هنر ز طبع تو براوج پایگاه رسید
هم از نگاه تو بگرفت نور جوهر عقل — هم از ضمیر تو نیروی در نگاه رسید
ز آستان تو اقبال سربلندی یافت — ز آستینِ تو دولت بدستگاه رسید
محامدِ تو برون آمد از حدِ ادراک — محاسنِ تو بآن سوی اکتناه رسید
بهار تازهٔ اردی بهشت را ماناست — چو در اوایل اردی بهشت شاه رسید
شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر — وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

که هست خسرو انجم بر آسمان خورشید   فروغ بزم وزارت به شمع ماه رسید

مسلم ست ز تقویم و زیج نزد حکیم   که آفتاب ز مهتاب دیرگاه رسید

بشصت و پنج و سه صد روز می‌رسد خورشید   بجائے خویش ولیکن قمر بماه رسید

غنی خموش که جا تنگ شد قوافی را   که شایگان شد و بر دعویم گواه رسید

بقائے دولت شه از خدا بخواه چنان   که در قبول توانست خواه نخواه رسید

جهان بظل شہے باد و شه بظل اله   مدام تا که ز خورشید ظل ماه رسید

قصیده

در تهنیت قدوم مدار المهام راجه کشن پرشاد بهادر از دهلی

بیا که در دکن آن طرفه نوبهار آمد   که داغ بر دل رضوان ز لاله زار آمد

ز برگهائے گل و لاله و سمن هر سو   فتاده خردهٔ مینا برهگذار آمد

شکست شاخ شجر زیب تختهٔ بزاز   برنگ بوقلمون بسکه برگ و بار آمد

شمیم گل چو در آمیخت مشک با عنبر   ز غصه خون بدل نافهٔ تتار آمد

هوائے باغ ببرد آب طبلهٔ عطار   که غنچه‌ها همه چون نافه مشکبار آمد

سواد سنبل پیچیده بر بیاض سمن   شبیه کاکل پیچان بروئے یار آمد

خمید چون کمر مفلسان ز بار عیال   ز برگ و بار چو هر شاخ زیر بار آمد

نهال از گل خرشید و پیچ لبلابش   بشکل شاهد پگ بسته چیره وار آمد

چنان ز منت ابر بهار تر گشت ست   که سر فگنده عرق ریز شاخسار آمد

بشست و شوئے رخ او سحاب آب آورد   گل پیاده چو از راه پا سوار آمد

چنان ز خندهٔ برق ابر نوبهار گریست   که گریه اش سبب خندهٔ بهار آمد

ز غنچه چاک به پیراهنش چنان افتاد   که جیب نافهٔ تاتار تار تار آمد

چو خوں بسینہ چو سودا بدل کہ جوش زند ‌ ‌ ‌ ببـاغ جوشِ گلؔ لالہ از بہار آمد
شبیہِ عقدِ ثریاست تاک از طارم ‌ ‌ ‌ کفِ خضیب زگل پنجۂ چنار آمد
چمن شد از گلِ مہتاب و غنچہائے سپید ‌ ‌ ‌ سپہر و کاہکشاں آب جوئبار آمد
زمیں ز سبزۂ و برگِ گل و سمن یکسر ‌ ‌ ‌ چو سبز قالیِ کشمیر زرنگار آمد
گل و شگوفہ بہ برگ و بر از مشیمۂ شاخ ‌ ‌ ‌ چو توامین بہ یکبار در کنار آمد
برائے تازہ دماغاں بہار بہر بخور ‌ ‌ ‌ بسوخت عود بر آتش کہ از چنار آمد
بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر ‌ ‌ ‌ ز لالہ سوخت کہ داغش سپند وار آمد
چمن ز باد چو شطرنج عرصۂ بازی ست ‌ ‌ ‌ کہ کوکنار چو طفلاں فی سوار آمد
ز باد راز دلِ آب شد بخاک نہاں ‌ ‌ ‌ ز آب راز دلِ خاک آشکار آمد
گریست ابر کہ آبش بخاک ریخت ہوا ‌ ‌ ‌ بخندہ رفت چمن کابر اشکبار آمد
ز برگ مہرۂ غنچہ نماید و پوشد ‌ ‌ ‌ چو شیشہ باز صبا شوخ و ستکار آمد
بفرق خویش ز آسیب باد می جنبد ‌ ‌ ‌ نہالِ گل چو عروسیکہ سایہ دار آمد
قوائے نامیہ زاحیائے مردگان نبات ‌ ‌ ‌ بکارخانہ تکویں مسیح وار آمد
چناں برائے جہاں شد نسیم عطر فشاں ‌ ق ‌ چناں بروئے جہاں رنگ زر بہار آمد
کہ شد شمیم اگر خاست از بجار بخار ‌ ‌ ‌ شدہ عبیر اگر از ہوا غبار آمد
زمیں چو رازِ دلِ خود نہاد در صحرا ‌ ‌ ‌ ز رشکِ خار بدامانِ کوہسار آمد
شگوفہ ہا ہمہ اطفالِ گلبن ست ازاں ‌ ‌ ‌ ز شاخ و برگ بگہوارہ و کنار آمد
بطفل غنچہ دہد شیر شبنم شاداب ‌ ‌ ‌ قماط برگ گل و مہد شاخسار آمد
ازاں بشاخ وزد صبح نرم نرم نسیم ‌ ‌ ‌ کہ بہر جنبشِ گہوارہ سازگار آمد
صبا زند بلبِ طفل غنچہ نرم انگشت ‌ ‌ ‌ بسان دایہ گزاں گل بخندہ زار آمد
چکید شیر دمادم ازاں ز پستانش ‌ ‌ ‌ کہ ابر دایہ شد و نخل شیر خوار آمد

بجوابِ کردن اطفالِ غنچہا نانو — نوائے فاختہ و طوطی و ہزار آمد
کشاد و بست رہ گریہ و در خندہ — چو ابر و برق گلستاں بخندہ زار آمد
برنگ پشت چمن روئے دشت در ہر سو — بود تماشش کہ پشتش چو روئے کار آمد
چنیں شگفتگی و ایں شمیم و رنگ بہار — طلسم وار بچشم شگفت زار آمد
شگفت ماندم و گفتم کہ اندریں ایّام — طراز تازہ جہاں را بروے کار آمد
ببرگ ریز خزان و در زمان اسفندار — بہار را زچہ بہ گلزار روزگار آمد
نہ نافہ ہا ہمگی از ختن شمال آورد — نہ لکہ ہا ہمہ از طرف کوہسار آمد
نہ جوش نشو و نما و نہ اشتعالِ ربیع — نہ ابر بیش ز اندازہ دِجلہ بار آمد
نہ آفتاب چو یونس برآمد از ماہی — نہ در حمل پئے نوروز روز بار آمد
نہ ہمچو جامۂ یوسف بدیدۂ یعقوب — صبا بطبلۂ مشک از سوئے تتار آمد
پس از چہ روئے بدیں رنگ باغ عالم را — بہ از بہشت نضارت ببرگ و بار آمد
خرد بگفت مگو کاب رفتہ گلشن را — ز ابر موسم و دریا بجو بہار آمد
کہ ایں نضارت و نزہت بہ گلشنِ گیہاں — ز فیض مقدم دستور شہریار آمد
وزیر اعظم شاہی کہ سنجر سلجوق — بہ پیش فر و شکوہش چو پیشکار آمد
خدیو آصف سادس نظام ملک دکن — کہ تاج بخش سلاطینِ نامدار آمد
بلند رتبہ وزیری کہ پیش طاق درش — چو آستانہ فرو بام نہ حصار آمد
بشد بدہلی و از وے سرائے سر بحجاب — گرفت و پیشتر از بشم چو پیشکار آمد
دلیل آنکہ خطابش چنیں ز دل دادست — ہمیں کہ سر ز دلِ نامش آشکار آمد
ذرورہ زکے کہ نہاں شد ز دیدہ چوں عنقا — در آشیانہ دولت ہمائے وار آمد
زمانہ تا دکہ شد بخت یار و کامروا — نہال بخت کہ دستور بختیار آمد
نشاط طرفہ بجانِ جہانیاں بگرفت — روانِ تازہ بجسمِ جہانِ زار آمد

بصدر بزم وزارت نشست و غوغا خاست | که مایهٔ شرف و عز و افتخار آمد
فلک جنیبه کش و ماه غاشیه بر دوش | اسد بطابع و بهرام نیزه دار آمد
سپهر پیر نهادست عقل کل نامش | که در حساب خرد فرد روزگار آمد
زهی ضمیر منیری که همچو جام جمش | نهان ز انجم و افلاک آشکار آمد
صفای گوهر پاکش بپاکی گوهر | دلیل محکم و برهان استوار آمد
شکسته است قلم تا سپهر بر دستش | دبیر چرخ قلم بند در شمار آمد
هلال بهر سمندش ز نعل حلقه بگوش | قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد
مدار کار نه افلاک بر مدارایش | که بارگاه رفیعش فلک مدار آمد
فلک بسنبله چیند ز خرمنش خوشه | جهان ز خوان نوالش نواله خوار آمد
بطاق بارگهش چون کتابه کاهکشان | ز کلک تیر فلک سطر زرنگار آمد
همین نتیجه آبای علوی و سفلی ست | گزین سلاله ارکان هفت و چار آمد
ازان بصورت پرکار بر درش گردد | که چرخ و بارگهش مرکز و مدار آمد
یسار او بکرم ملک را یمین افزا | یمین او بجهان ملک را یسار آمد
سپهر منزلتا آفتاب سیمایا | که بحر و کان پی گنجت خزینه دار آمد
مآثر حسناتت بخاص و عام رسید | مکارم تو بهر ملک و هر دیار آمد
تو شاد باش و همین طور خیر جاری کن | که خیرهای کریمان بیادگار آمد
نگاهدار حقوق خدا و خلق خدائے | خدای عز و جلت نگاهدار آمد
غنیست هیچ سرایت چو گنجوی گنجور | که بر مفایق مدحت زرش نثار آمد
زریست پخته و صافی و سیم خام آسا | که لطف جوهر او را عیار عار آمد
بوتهٔ جگرش آنچنان گداخت کزو | درست مغربی مهر کم عیار آمد
شنیده اند ز خسرو طلای دست افشار | ز گنج طبع وی اینک بروئے کار آمد

ترا ست دست زر افشان زبیت دست شاہ — چنیں زرے بجہاں دست ساز گار آمد

قصیدہ

در تہنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پرنور خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دمے کہ کرد بگرد افق سپیدہ ظہور — بحکم فالق اصباح گشت شب کافور
طلیعۂ شہ حبشا در بزنگ زد شبخوں — سپاہ روم شدہ باشہ حبش مفرور
زباختر بسوی نیمروز وشام شتافت — گرفت مشرق ومغرب مظفر ومنصور
فلک بہفت قرأت زہفت سیّارہ — چو خواندہ مصحف برج دوازدہ چو زبور
زختم سورۂ واللیل با قراءت شام — چو ابن عامر شامی وقاری مشہور
بخواند سورۂ والشمس والضحیٰ والفجر — فراغ یافت زختم شبینۂ ماثور
کشاد صبح چو تفسیر قاضی بیضا — ورق نوشت زسیپارۂ در منثور
فگندہ سر بسجود تلاوت ست نجوم — کہ خواند مہر بمحراب صبح سورۂ نور
برآمد آب حیات از درون تاریکی — بکان قیر دوید آب چشمۂ کافور
برآسماں شفق وآفتاب وظلمت شب — بود چو آتش وانگشت وقرص ناں بہ تنور
خطے بسطح سیاہ افق سپیدہ کشید — شبیہ قشقۂ ہندو زصندل وکافور
شفق بعنبر اشہب عبیر سرخ آمیخت — چو چشم لالہ عذاران میکشں مخمور
سپیدہ دوخت زدو راق بدامن شب — سجاف سادہ بطرف قباچہ سیفور
نمود خشت زر سرخ کیمیائے سحر — قراضۂ زر انجم کہ بود چون کافور
گداخت آہن شب از آتش شفق تا ساخت — درست مہر کہ شد زر مغربی مشہور

کشید مرغ سحرخواں چو نالۂ شبگیر ‖ در آشیان خفا گشت شپرہ مستور

سپیدہ برد ز گیتی سیاہی شب تار ‖ افق زدود ز آفاق ظلمتِ دیجور

پسِ سواد بیاضی نمود روز افزا ‖ نہ آں بیاض کہ آمد پسش سواد چو طور

در آں بیاض کہ آمد کلیم رفت ز ہوش ‖ دریں ز خواب بر آیند با کمالِ شعور

مگر تجلی طور و تجلی آئیں صبح ‖ نظیر اوّل و ثانی بود ز نفخۂ صور

شگفت بیں کہ بچشم جہاں ز لیل و نہار ‖ بیاض جائے سواد ست در نظر منظور

من ایں شنفتم و گفتم کہ طرفہ بو العجبی ست ‖ سواد مایۂ دید ست نے بیاض چو کور

سروش گفت کہ یاوہ مگوی و ژاژ مخائی ‖ تو پے نبردۂ از سر سری بسرِ امور

شگرف کاری لیل و نہار اگر دانی ‖ ببیں سیاہ و سپیدِ جہاں بچشم شعور

چنیں بیاض بہ است از سواد مردم چشم ‖ کہ خاست از سحر عید و صبح شادی و سور

صباح عیدِ شہِ کامراں کہ عیشش را ‖ طراز بزم بود از نعیم و حور و قصور

شہنشہے کہ ببزمش بساغرِ خورشید ‖ فلک ز خوشۂ پروین دہد مے انگور

خدایگان سلاطین و خسروِ آفاق ‖ خدیو آصف جاہ و نظام ملک حضور

علو رتبہ چو آیت بشان او نازل ‖ بلند عزم چو رایت بدست او منصور

نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس ‖ تبارک اللہ ازیں دستگاہ شعر و شعور

نسق گرفت ز نظمِ تو کار ملت و ملک ‖ جہاں ز عدل تو گردید از نفیر نفور

ہمہ امور ز دستِ تو انتظام گرفت ‖ جز اینکہ از تو پراگندہ شد دُرِ منثور

نہاد خوی تو حرفے بناف مشک تتار ‖ فگند نافِ وقارِ تو قاف را ز قصور

زمیں نشست و زگاو زمیں فغاں برخاست ‖ بنائے حلم تو دارد گرانیِ موفور

نشست کوہ ز دعوی و آسماں برخاست ‖ کہ حلم و قدر تو آمد زیادہ از مقدور

یکے ست مرکزِ ثقل زمین و مرکزِ جسم ‖ شد از وقار تو ربعش ثقیل چوں معمور

بود معدّلِ لیل و نهار انصافت — که شد بچرخ نهم بارگاه تو مشهور
براستی نرسد رائے مستقیم ترا — که در نهاد خط استوا است خم مستور
مسخر اند بامر تو مشتری و زحل — دلالت ست ز آثار بر فراز ظهور
نکوست بخت بهی خواه دولتِ قاهر — بدست طالع واژون دشمنِ مقهور
پئے محب و عدو بود قضا و قدر — چو بهر عاد و حبیب خدا صبا و دبور
چو ماه مهر تو پرتو دهد فتد ز میان — خلاف لیل و نهار اختلاف ظل و نور
بخدمتت چو دوید نه هفت سیّاره — سپهر گفت لقد کان سعیکم مشکور
کند ز رائے رزین تو مهر کسب ضیا — چنانکه ماه ز خورشید استفادهٔ نور
مدام زهرهٔ شب خیز کسب بیداری — کند ز بخت بلندت که چشم بد ز ان دور
نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی — بعینه چو سوادِ بیاض دیدهٔ حور
کند قیامت از احیائے معنی مرده — صریر کلک سیاهت که هست ثانی صور
رسد بنظم تو تعبیر گوهرِ منظوم — سزد به نثر تو تفسیر از درِ منثور
انامِل تو مدارات بهر لیل و نهار — نقاط کلک تو مرکز پے سنین و شهور
بود ضمیر ترا راز مستتر بارز — مقدرست برایت مشابهٔ مذکور
ببست دست سخایت لبِ دهانِ سوال — کشاد کلک تو باب معانیِ مستور
شد از سخای تو معدن بخاک ازان گویند — که بود کان و کنون شد چو لم یکن مذکور
ز جود تو که تهیگاه سائلان پر کرد — تهی شده کمر کوهسار و جیب بحور
قرار در کفِ رادِ تو هیچگاه نیافت — بجز عنان صبا سیر باد پائے ستور
بشکر تو متکلم چه حاضران غائب — به نعمت و کرمت معترف اناث و ذکور
نه یاد فضل ربیع آید و نه فصل ربیع — که فضل و بذل تو باشد بهر زبان مذکور
فراغ و عیش ز عدلت برائے جن و بشر — چو آب و دانه ز جود تو بهر ماهی و مور

بپاس شرع بجز شیشہ را عدالت تو — فگند تفرقہ ہا در بنا و جمع شرور
نراند دست گرفتہ بہیچگاہ ز قہر — بجز حسام بفرق ستمگر مقہور
در آستین تو دستِ سخاوتِ حاتم — بر آستان تو فرق بلندی فغفور
چو کید رائے تو گرد دکمند گردن ہند — بہ کید راے نہ جیپال ازاں بہند نہ زور
زبون و خوار چو کافور خوار دید او را — عروس ملک ازاں با تو شد ز فور نفور
بہ قلب لشکر شاہاں توئی امام اُمم — بصدر بزم سلاطین توئی جم جمہور
ہزار کاسہ شکست ست بر سرِ خاقاں — نہیب گرز گرانت چو کاسۂ فغفور
شکستۂ تو سرِ دشمناں بروز نبرد — چنانکہ محتسبِ شرع کاسۂ طنبور
بروز رزم تو ترکِ فلک سپہ سالار — بدور جام تو جم محرم سرائے سرور
زمین عہد سعید تو صبح و شام دکن — نظیر صبح ہرات ست و شام نیشاپور
چنیں نہ صبح بنارس بود نہ شام اودھ — کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور
زکوہ طور مپرس و زکوہ نور مگوے — دکن شدست ز مہر رخ تو معدن نور
تو شاہ عادل و عاقل تری ز عادل شاہ — بجا کہ حیدر آباد ست رشک بیجاپور
اگرچہ شوکت ایں شہر بیش از پیش ست — بفر دولت آبائے بندگان حضور
ز حرف ہر دو ہویدا بود چو بشماری — کہ بر مزیتش آمد دلیل دال صدور
چو گشت شاہ دریں شش جہت نظام شش شم — شد از جمل بجمال ایں ازاں بشش موفور
ز نام ہر دو چو حرفِ مکرر اندازی — ہماں شش ست کہ زاید بود بغیر قصور
چہ دل بنغمۂ غالب دہم کہ خوش نسرود — نوائے مدح ز قانون حفظ مرتبہ دور
تجلیے کہ ز موسیٰ ربود ہوش بطور — بشکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور
اگر تجلیۓ رویت بطور بودی نہ عکس — بہ ہوش نامدے موسیٰ مگر بروز نشور
شمائل تو ز محبوبیِ علی پیداست — حقیقتے ز اضافت گرفتہ است ظہور

عزیز نام تو نام خدا ببلی ز سما — نزول یافته اسما بگفتهٔ مشهور

شها سپهر جنابا ترا مبارک باد — قدوم عید سعید العقا و جشن سرور

من از دعا و ثنایت بمعنیم نزدیک — اگرچه دور بصورت فتاده ام ز حضور

دعای من به بقایت بدو ز نزدیک ست — که می برند بقرب اجابتش از دور

ثنا گر تو بجز من کسی نمی شاید — به نزد شاه چه آرد گدای بی مقدور

منم غنی و گدا هست هر که غیر غنی ست — غنا و گدیه ز یک دیگرند دور و نفور

منم که پای من آمد بگنج از معنی — بدستگاه فزونم ز گنجوی گنجور

امیر خسرو وقتم نه طالب و نه فقیر — نه بی نوا و نه مفلس چو مشهدی مشهور

پرست کیسهٔ اسم من از نقود نقاط — چو جیب طبع ثناسنجم از درر منثور

کجا رسید نظیری به بی نظیری من — اگرچه آب رخ اوست خاک نیشاپور

بشیوه که ز شیوا بیانیم داند — نه راه سنج شفائی شدست و نی شاپور

نهفت روی به غیبت حضوری ستم — خفائی است ظهوری چو آمدم به ظهور

کشد چو مطرب کلکم نوا براه حجاز — چو در عراق رود ز اصفهان و نیشاپور

جریر و جاحظ و اخطل لبید و اعشی را — کفن شود ز مسرت قبا میان قبور

نیم اگرچه ز همدان ولی همه دانم — بیان معنی من چون بدیع شد مشهور

بلند تر ز حریری بود مقاماتم — که راویم چو ابو زید نیست ناقل زور

معلقات عرب پیش نظم افتاده است — ز طاق کعبهٔ دل در میانهٔ جمهور

ز لاف توبه ولیکن به نعمت یزدان — ز بیش و کم نتوان بود کافر و نه کفور

برای نام غنیم هزار شکر کنم — خدای را که قلیل اند از عباد شکور

غنی ز قلب شود غین و غین راست هزار — هزار شکر که آمد ز قلب شد مشکور

قصیده

کاکل برو چو ماه رخِ سیمبر شکست | بالید شب بخویش که قدرِ سحر شکست

صد طبلهٔ عبیر بجیب صبا کشاد | بند قبای تنگ چو از دوش و بر شکست

شور تبسم تو نمک زد بزخم گل | شیرین لب تو قیمت قند و شکر شکست

چشمم بگریه آب ز ابر بهار برد | لعلت بخنده رونق گلبرگ تر شکست

افشان عارض تو ز پروین ربود تاب | تاب رخ تو چهرهٔ شمس و قمر شکست

لعلِ لبت عقیق یمن از بها فگند | دندان آبدار تو نرخِ گهر شکست

از راستی بقد بلند تو می کشید | زین لاف شاخ سرو صبا سر بسر شکست

آن کاکلِ رسا بکمر مشکن و گزار | کز نازکی مباد رسد بر کمر شکست

بیمار نرگست طلبد جان و تن دهم | ترسم دلِ مریض نه بیند دگر شکست

آن ابرو و مژه بجگر تا و کم فگند | وان چشم و غمزه در رگ جان نیشتر شکست

از روی دلفریب تو حالم شکسته شد | آید بهر درست بدو در قمر شکست

از تندی نگاه تو چون ناله در گلو | اشکم بچشم و آه درون جگر شکست

بار غمِ تو پشت شکیبم شکسته بود | اکنون ز درد هجر تو بار دگر شکست

بشکستهٔ دلم بستم بار ها کنون | مشکن که خوب نیست ازین بیشتر شکست

ورنه به پیش شاه شکسته پناه خلق | نالم که بار عشق بتانم کمر شکست

شاه دکن که گرز گرانش بروزِ رزم | بر لشکری که خورد کمر در کمر شکست

شاهِ جهان پناه و خدیو نظام ملک | کو پنجهٔ ستم بکفِ داد گر شکست

صد تخت را بفرق خداوند تخت زد | صد تاج را بپای سرِ تاجور شکست

میکرد لاف با کفِ گوهر فشان او | دریا شد آب و پل لبِ ابرِ تر شکست

در سنگ بارِ قصرِ سراسیمه دشمنش | بشکست سنگ بر سر و بر سنگ سر شکست

شیرِ خدا چنانکه بخیبر شکست صف | صفهائے خصم شاه بحکم ظفر شکست

بهرام صولتے که بهنگام کارزار | تا آستین شکست عدو را کمر شکست

صد خصم خام آرزوئے پخته در رزم | از هیبتش چو آه درونِ جگر شکست

شاهینِ شهریار که عنقا شکار اوست | سیمرغ را بلقاف همه بال و پر شکست

سرپنجه اش بقوتِ بازوئے بهمنی | دست شجاعت پسر زال زر شکست

نرخ گهر نماند ببازار جود او | بازار ابر و بحر ز بذلِ گهر شکست

آبش دگر فزود بهارِ کرامتت | گر آتش خزاں نم گلبرگ تر شکست

خصم اجل گرسنه ز تیغت چو زخم خورد | خوش ناشتا ز ذوق بایں ماحضر شکست

بشکست شحنهٔ تو سرش را اگر عدو | طرف کلاه خویش ز نخوت بسر شکست

دستِ سخائے حاتمِ طائی در آستین | افضال بیکران تو از بذل زر شکست

تیغ و علم سپرد بدستِ تو آفتاب | بر تو قلم عطارد صاحب هنر شکست

کیواں ز شرم کاخ بلندت نشست پست | برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست

رخشِ تو دم ز ناز برأسِ ذنب فشاند | وز سُم نشان نعل بروئے قمر شکست

جمشید را ز تخت تو افزود پایهٔ | افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست

فغفورِ چیں ز تیغ تو گردن نهاده است | جیپال را ز گرز گران تو سر شکست

نام تو شان سنجر و قیصر بباد داد | شانِ شکوه خسروِ خاقاں اگر شکست

خصم گرسنه مرگ که از جاں شدست سیر | ناهار ز آب خنجر و تیغ و تبر شکست

دستت بجیب خشک و تر از بس گهر فشاں | ناموس مایه داری هر خشک و تر شکست

از تیغ برق تابش و از کوس رعد شور | چشمان و گوش خصم تو چوں کور و کر شکست

آمد ز کید رایتو در دام کید رائے | فور از دو فور فوج ظفر موج بر شکست

خصم تو خواب و خندہ و امید و آرزو — از بیم و درد چشم و لب و دل جگر شکست
آشوب دار و گیر تو در جان دشمناں — غوغائے رستخیز ز ہول حشر شکست
شاہا توئی پناہ ہنر ورنہ در جہاں — آمد بنقد رائج علم و ہنر شکست
دریاب ورنہ کشتی خود را ہنر بخشک — بست ست و سیل حادثہ اش پل بسر شکست
جاوید زی چو خضر بفر ہنر مباد — گویند خلق کشتی او را خضر شکست
مداح تو غنی ست کہ نظم لآلیش — نرخ گراں بہائی لولوئے تر شکست
تا با ظفر تضاد و جدال شکست ہست ق — تا در عدو ہمیشہ کم ست از ظفر شکست
خصم تو باد خوار چو خاشاک گردباد — پیش آیدش زبسکہ بزیر و زبر شکست

قصیدہ

چہ خوش ست سال سی و نہم و قدوم مہ رجب — پی عمر آصف جم حشم و لحمد رب مواہب
چہ رسید سال مبارکش بسلامۃ و کرامۃ — بہ کشود کار جہانیاں و لفوز ہم بمطالب
گرہی زدند برشتہ اش بیامن و مکارم — کف و جیب خلق شد ست پر ز غرائب و غرائب
دم مقدمش ہمہ دوستان عنق الیہ صبابۃ — ہمہ دشمناں شدہ چشمہا فلحظن لحظ مراقب
شہ کامران جہانیاں بصلاتہ و سماطہ — و سخاءہ و عطاءہ فلہم ملاذ مآرب
ظفر و مکانت و مکرمت کآیالتہ و بسالتہ — بر کاب دولت او دواں انقدت عناں جنائب
بدیار خاور و باختر اقلت نجوم ملوکہا — چو دمید مہر جلال او بمشارق و مغارب
گذر از فسانۂ حاتمی بازار و صف سخاءہ — کہ حکایتش کہ شنیدہ مرحبت لتشوب شوائب
چو قلا بہ ہائے کندا و بلغت بعنق حسودہ — بگرفت در رگ گردنش و تعلقت بشوارب
فدیدش غذائے بجون سشاں کراضع لرضیعہا — شدہ مرگ جملۂ دشمناں لحمامہ کرائب
چو نہنگ اژدر و صاعقہ رایتہ او ان ضرابہ — بود آں ضریبۂ صارمش کہ تقلبت بقوالب

ز فیض او چه بگویمت لقد استفاض حدیثها — که رسید صیت سخای او بجنائب و جوانب

شده زخمهای حمایلی لحسامه یا کفه — بکنار و گردن دشمنان کقلائد لترائب

چو عقاب تیغ تمددت رأت اصطیاد جسوده — بگرفت گردن و دوش او و تخطفت بمخالب

رخ تو پیاده اگر نهد فرس الجحول کر اجل — چه عجب که تو فرس افگنی الثبات کل کتائب

کف و آن سیوف صوارمت کمخالب الغضنفر — که بماند هر چه ز صید او فکالة لا کالب

بجبین دشمن تست اجل لیعاقبن عقابه — بنر و گمان سلامتی که غدا وخیم عواقب

تو وریدهٔ جگر عدو بثواقب و صوارم — تو بریدهٔ سر دشمنان بقواطع و قواضب

بنود عجب که بدل کنند خمارهم بلثامهم — که ز بیم تیغ برهنهٔ تو تلبّسوا بجلابب

چو بخورد زخم و مادش کسحابة بسکوبها — به گلوی عدوی ز خنجرت فجرت عیون شوارب

دل عالمی بلقای تو لفراشة لسراجها — همه مضطرب کرضیعة لفراق حجر ربائب

بو آستان بلند تو لهم کقبلة حساجة — که نهند رخت و رکیب خود فمناخة لرکائب

بجناب تو همه عالمی لتمیل میلة رغبة — که مکارم تو دل از جهان جذبت اشد جواذب

به بسار ملک یمین تو کی بائب لولادها — که وفور بذل و مکارمت متکفل لمآرب

دل و دانش و دهش و کفت متمنیات خلائق — به بغل گرفت ز مرحمت فحضنها کربائب

به رفع کوشک دولتت خفضت قصور قاصر — که شد ارتفاع مدارجت لهم انحدار مناصب

به طلوع کوکب بخت تو ملاء الخلاء بنوره — بجمال دیده فروز تو کشفت جمیع غیاهب

نصفت چو با توی با وفا بجلیها و حلالها — بکنار کلک و بنان تو تتضاجع کصواحب

ز وفور بذل و کرم توی کغمامة یسکبها — که ایادی کف راد تو وصلت بکل جوانب

چو رسوم عدل و مکارمت کسرت شئون اکاسره — بشکست فر و شکوه شان فتنازلت بمراتب

تو فرید دهر مکارمی بلث بلجة کسرابة — تو یگانه بسخای خود و یک حاتم کحبائب

چو برزمگه فرس افگنی فوجا لهم کنسائهم — چو زنی به لشکر دشمنان فاسودهم کثعالب

زنیب جاه و جلال تو جلبت علاک فاقلعوا — فتجلدوا بطیالس و براقع و جلابب
نبرد عدو ز تو جان اگر خواطرتی بذلک — که ز خنجر تو بهر جهتش لتکون غیر جوالب
چو فتاد گرز گران تو بر و سهم تو تکسرت — فتحو فهم لصد و دهم و صد و زهم لاکتائب
کف و دست گنج فشان تو تتنشا کلت بسحابة — که رسید بذل و مکارمت بمعارف و اجانب
ز فضائل تو فسانه شد خبر سخاوة حاتم — که ز تاب مهر جهان فروز محا الموج کواکب
دل تست ابر گهر فشان و رغائب کقطارة — کف تست لجه بحر و یم و انامل کحوالب
کرمت بگونه تازه چو همی رسد به جهانیان — فحلائب لطائف و طرائف لحلائب
بود از سخای تو بهره لصلیحهم و طلیحهم — بود از ثنای تو داستان لاباعد و اقارب
ز ظهور جود و نوال تو علمت حکایة حاتم — که بود شهود و معائنه علما لجسم جوائب
بود آستان بلند تو بضیاء کوکب مجدک — چو بلند خیمهٔ آسمان که تنورت بکواکب
چو غنی بنده بی درم یصف جمیلک دائما — چو دعای دولت مجد کی بجناب رب مواهب
چه عجب جواهر نظم او بنظام سلک قبولک — بود از برای عروس جان کقلائد لترائب

قصیده

دور از دلدار خوش باشد بسامان زیستن — خاک بر سر باد و در کف چاک داماں زیستن
پای تا سر در میان آب و آتش همچو شمع — گه ز غم سوزان و گه از دیده گریان زیستن
گه بدشت آواره و واسیمه همچون گرد باد — گه بشهر آماجگاه سنگ طفلان زیستن
گه خراشیده بناخن روی ریش سینه را — گاه بشکسته بزخم دل نمکدان زیستن
گه ز حسرت بر نشاط خلق گریان همچو ابر — گه بخود از یاس همچون برق خندان زیستن
آتشی در سینه داغ نمایان ریخته — بخیه بکشاده ز چاک زخم پنهان زیستن
جان و دل از دست داده با تن زار و نزار — دست بر سر پای در گل خوار و حیران زیستن

چوں صدائے نالۂ زنجیر بیرون و درون
پائے در زنجیر و وارفتہ ز زنداں زیستن

رخنہ ہا انداختہ در پردۂ ناموس و ننگ
چاک ہا افگندہ در جیب و گریباں زیستن

چوں کباب تلخ خامم از سوز دل نم در جگر
چوں چراغ صبحگاہی سینہ سوزاں زیستن

گاہ تلخاب جگر در کامم دل ریزاں ز غم
گہ ز دل خاکستری در دیدہ بیزاں زیستن

گفتم اے آرام جانم چوں بسر آرم روز فراق
زانکہ مردن خوشترم آید ز تنہایاں زیستن

گفت ہجرانم بلائے جانستاں باشد بلے
ہر کسے را نیست در وے سہل و آساں زیستن

زیستن خواہی اگر آسودہ می باید ترا
در پناہ خسرو جمشید دوراں زیستن

زندگی با طول و عرض عمر میدانی کجاست
جز بعہد آصف ملک سلیماں زیستن

میر محبوب علی خاں آصف سادس نظام
آنکہ در دورش تمنا داشت خاقاں زیستن

خسرو دارای دیں کز بخشش اہل اسلام راست
ہم مسلماں مردن و ہمچوں مسلماں زیستن

داد و دہش شاہی کہ ہر کس راست در دورش نصیب
با فراغ خاطر و با ساز و ساماں زیستن

گر خضر دانستی از اول نکردی التماس
جز بخاک درگہت با آب حیواں زیستن

آصف و جمشید اگر میدید ملک و جاہ تو
گفتے ایں طوریست با ملک سلیماں زیستن

از حیات جاوداں خوشتر شمردی یک نفس
در پناہ پادشاہ روئے گیہاں زیستن

با بزرگیہائے عزم و حوصلہ کوچک دل ست
جان تازہ یافتہ زیں ساز و ساماں زیستن

دور از بزم نوآئینش بگلزار جہاں
مرگ پندارند آری حور و غلماں زیستن

میشرید رضواں ولیکن از فراق بزم شاہ
می شمارد آیۂ افسوس و رماں زیستن

از بسکہ روحی تو بر خویشتن بالد حیات
وز حیات روح آسائے تو نازاں زیستن

گر دم معجز طرازت رو با عجاز آورد
می تواند قالب ارواح بے جاں زیستن

دولت صد گنج قاروں از برائے زندگیست
وز پئے مدح شہ برجیس ایواں زیستن

دشمنت یا واجل کردی ز ہمت در حیات
در عدم بنہاد خود برطاق نسیاں زیستن

چون بقاء شاه خواهند از خدا دارند دوست | وحش و طیر و مرغ و ماهی جن و انسان زیستن
جز بعهد عدل مهد خسرو ملک دکن | خلق را مشکل بود در دهر آسان زیستن
میکشد دامن ز عمر خضر در آب زندگی | در همایون عهد محبوب علی خان زیستن
ای بدورت بی خبر از گردش گردون حیات | شد بعهدت بی خطر از آسیب دوران زیستن
زنده کز شکر نعمتهای تو دم در کشد | مرده باشد کہ بروی هست تاوان زیستن
زندهٔ جاوید باش ای سایهٔ فضل اله | کز تو دارد منت بسیار هر جان زیستن

قصیده

بنامیزد نمیزید جز آب ابر نیسانی | کف بحر کرم دستور اعظم از درافشانی
امیر دادگر دستور دانشور دهش گستر | خرد پرور هنر پرداز چون میر علی فانی
عطابخشی درم ریزی درافشانی که درویش | ز زر و گوهر گران سنجد گدائی او ز ارزانی
کفش بحر نوال و کان جود و ابر بخشایش | رخ او شمع طور و صبح عید و ماه نورانی
خجل از خوی مشکین بوی روح افزای دلجویش | شمیم باد نوروزی و موج آب حیوانی
رخ خویش تجلی زار شمع وادی ایمن | ضمیر صاف فیض آئینهٔ اسرار یزدانی
کریمی کایتد حاتم سر راهش بدریوزه | عظیمی کاوفتد بر درگهش دارا بدربانی
هنر سنجی که فرمودست تا رسم هنر تازه | شده نام علی شیر از فروغ نام او فانی
فراوان هدیه لعل و گهر زان حاصل کان را | نگیرد جز بدست کم عطایش از فراوانی
ایا ابر کرم دریای بخشش کان بخشایش | که شد بذل تو یاقوت و در و لعل بدخشانی
ایا فیاض دهر و حاتم دوران که در عالم | پناه گیتی و تاز جهان و فخر کیهانی
ایا حکمت پژوهی دانش آموزی خرد سنجی | که تا کردند در پیش تو زانوی سبق خوانی
چه فارابی مشائی چه افلاطون اشراقی | چه فیثاغورس مصری چه بطلیموس یونانی

ایا بر جبین طالع مشتری طلعت کزین خوبے | ثریا منزل و خورشید جاہ و آسمان شانی

گر از دریا دلی رشحی بہ کام تشنہ ام ریزے | چہ کم گردد محیط اعظمت را از فراوانی

ز بستان معانی بستہ ام گلدستۂ رنگیں | کہ از ریحانیش گردد مشامِ روح ریحانی

دل آسا بوی او چون خوی دلجوئی تو جان پرور | فروزان رنگ او چون روی پرنورت فروغانی

کتاب فارسی تالیف کردم تازہ ترتیبی | کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی

نمودم کین لغت را مصادر و حرف صلہ آنست | کہ تا بینندہ در ترکیب بیند رشتۂ آسانی

ردد بر نقش پای پیشوایانِ سخن گستر | درآید چون زبان دانان ببزم فارسی دانی

عیار ہندیانِ فارسی گو را نکو سنجد | شناسد شیوۂ شیوہ زبانان ایرانی

بہر حرفے سند آوردم از قولِ سخن دانان | نشانیدم بکرسی بی سخن حرفِ زباندانی

پریشان نسخہ ام سررشتۂ لطف تو میخواہد | کہ در شیرازۂ جمعیت آید از پریشانی

زند نام نکویت غازہ بر رخسار عنوانش | کند مہر قبولت بخت روگاہش فروغانی

چنان از رنگ اقبالت نگارین گردد این نامہ | کہ بر طاقِ فراموشی نہد از زنگ رامانی

بماند نام نیکت جاودان زین نامۂ نامی | بقدر ماندن جاوید نامان جاودان مانی

بدورِ افتخار دودمانِ دولت آصف | بعہدِ خسروِ جمجاہ محبوب علی خانی

مہ و سال و شب و روز و سحر شامت بود یا رب | بدین دولت و داد و دہش دانش فراوانی

طفیل خواجۂ دنیا و دین محبوب حق برحق | طفیل غوث اعظم حضرتِ محبوب سبحانی

قصیدہ

سپہر اگر پئے تعظیم در جہان برخاست | پئے خدیو زمین آصفِ زمان برخاست

خدیو آصف سادس نظام ملک کہ او | بدو دمان شہے فخر دودمان برخاست

نظام ملک دکن کز جلال او خورشید | زمین زد و ز بوسید و آسمان برخاست

نہاد تاج بسر چوں شہ سپہر سریر — صدائے تہنیت از چرخ و اختراں برخاست
بروز رزم چو شمشیر از نیام کشید — ز ساکنان فلک بانگ الاماں برخاست
بہ زر نثاند چناں سکۂ کرم دستش — کہ نقش بخل ز لوح دل جہاں برخاست
چو پور زال بود پیر زال بازو رش — ز پیر زال چہ خیزد چو با جواں برخاست
چو تافت نیر رخشاں برائے روشن او — فروغ از رخ خورشید خاوراں برخاست
ز تیرها کہ بجسم عدو گذشت آں نو — چو خار پشت ز ہر موئے او سناں برخاست
تہمتنی کہ بیا زوئے رستم افگن او — ز لوح یاد جہاں نقش ہفتخواں برخاست
چو دست برد بہ تیغ و چو تیغ برد بسر — بہ خانمان مخالف اماں زجاں برخاست
ز زور رستم دستاں مگو بیا زوئے شاہ — کہ اعتبار از یں یاوہ داستاں برخاست
چو برنشست بہ تخت شہے سلیماں وار — صدائے خرمی از جان انس و جاں برخاست
زہی جبین مبینش کہ در شب دیجور — فروغ صبح تجلی چو طور ازاں برخاست
پئے شگفتن دلہائے عالمے لطفش — بود نسیم کہ از باغ و بوستاں برخاست
عمیم جود و نوالش بسان ابر بہار — بتازہ کاری کشت جہانیاں برخاست
نشست ہول حسامش چناں بجان عدو — کہ نالہ از لب فریادش از دہاں برخاست
تبارک اللہ از یں عہد فرخی مہدش — مگر برائے زمیں مہدی زماں برخاست
عدو ز سہم خدنگش چو داد جاں تیرش — کمیں گذاشتہ از گوشۂ کماں برخاست
بچشم حور کشیدست سرمہ ساں رضواں — بباد خلد گرش گرد ز آستاں برخاست
ز پا نشست زمیں از وقار سنگینش — نجائے خویش بتعظیمش آسماں برخاست
دمیکہ بست میان و کشاد دست نوال — زمایہ داری دریا و کاں زماں برخاست
تواں برفع مکانی کہ پیش تو کیواں — زلاف بیہدۂ رفعت مکاں برخاست
گرہ زبیم تو شد گریہ در گلوئے عدو — بخواب نیز گرش خندہ از دہاں برخاست

بنائے حلم تو آمد گراں کہ از بارش | زمیں نشست و زگاوِ زمیں فغاں برخاست
بعدل و داد چو برخاستی میاں بستہ | نشست فتنہ و آشوب از میاں برخاست
بر آسماں ز نہیب سناں کوہ نشست | بسا کہ کوہ ز امرت چو آسماں برخاست
ببوستان جہاں ہیچ کس نشاں ندہد | کہ چوں تو تازہ نہالِ ثمر فشاں برخاست
دل تو قبلہ و لطف تو ابر دریا بار | ز قبلہ ابر چو برخاست بیکراں برخاست
چناں بجنگ و ترا فشاندہ زر و گوہر | کہ شور از لبِ دریا و ابر و کاں برخاست
کشادہ گشت در دیں بروئے اہلِ زمیں | ز دستِ تیغ تو چوں قفلِ آسماں برخاست
شد از کف تو بزیر قلم سپید و سیاہ | تبارک اللہ ازیں سحر کز بیاں برخاست
نشست در سر و در سینہ تا میان و سرین | بخونِ خصم چو تیغ تو از میاں برخاست
فتادہ بود ز پا پیر آسماں لیکن | بدستیاری بخت تو چوں جواں برخاست
چو دید دست گہر پاش زر فشانِ ترا | ز بحر بانگ بر آمد ز کاں فغاں برخاست
بود ز جود تو باد در حکایتِ حاتم | کزیں معائنہ ظاہر آں نہاں برخاست
نشست تیغ تو چوں برق ساں فلک لرزید | ز بیم مو بہ تنِ ترک آسماں برخاست
ز دشمنِ تو اجل فارغ از کمیں بنشست | کہ تیر بخشش تو از خانہ کماں برخاست
ہما بیال و پر خود ازاں ہمایوں شد | کہ زیر سایۂ چترِ خدائیگاں برخاست
بتخت باش کہ خیزد عدو ز تخت از بیم | مدام تا کہ کند از یقین گماں برخاست
غنی بتتبع نظم کمال کرد کہ گفت | کہ بندگی ترا آسماں بجاں برخاست
سخن کمال صفاہاں نشاند بر کرسی | بایں نشست سخن کم ز دیگراں برخاست
ولیک ختم نشد بر کمال حسن سخن | سخن ز ختم کہ او را اندر رائیگاں برخاست
چرا بدیدہ کشتی ہمچو سرمہ از کوری | ہزار غبار کہ از خاک اصفہاں برخاست
فغاں بحال خراب جہانیاں اینست | کہ رسم داد و دیں دور از جہاں برخاست

قصیدہ

چو خنجرِ تو سر از برگ یاسمیں برزد
اجل بشارت خصم تو از کمیں برزد

بگرد باد فنا خصم تو بہ خس ماند
کاجل ز زردی زمین بر دو بر زمیں برزد

گراں رکاب نکردی کہ دست برد سپہر
سبک بخاک عدوے ترا ز زیں برزد

فلک از انکہ بود مہر گوئے چوگانت
ببام و شام ز بام چہارمیں برزد

کمر شکست عدو را و بست بازویش
چو بست دست تو داماں بآستیں برزد

چناں شگفتہ ز دست تو شد جہاں گوئی
کہ ابر آب بہ گلزار یاسمیں برزد

ازاں سپید و سیہ شد ترا کہ اقبالت
گہے برنگ در افتاد و گہ بچیں برزد

عدو بمرگ مفاجا چو مرد از ہمت
بناگہاں لحد او سر از زمیں برزد

بنا دخصم تو منت چو بر زمیں برداشت
قضا ز جاش بدانساں کہ بر زمیں برزد

چناں فسرد عدو بیت ز سرد مہری دہر
کہ در تموز بہ تہ جبّہ پوستیں برزد

تراست خنجر ہند و کہ شقّہٗ احمر
ز خونِ او بجبیں خندیو چیں برزد

بجیب جان عدو چاک رفت تا دامن
چو عزم رزم تو بر ساعد آستیں برزد

خدیو آصفِ دوراں نظامِ ملک دکن
کہ مُہر مِہر و ولایش بہ نگیں برزد

نہی ستارہ سپاہی زہے سپہر سریر
کہ تکیہ بر سرِ اورنگ ہفتمیں برزد

بہ پنجہ روئے نہ پیچد اگر بہ شیر زند
بجبہ چیں نزدہ گر بشاہ چیں برزد

شہے کہ از سرِ اخلاص بر نگینہٗ دل
چو مُہر نقش رُخ ختم مرسلیںؐ برزد

بر آستین جلالت برائے فتح مبیں
طراز تازۂ ایاکؑ نستعین برزد

غذائے طفل جہاں را مربّی طبعش
بشیر و شیرۂ انگور انگبیں برزد

ز داوری بانوشیرواں طرف آمد
ز خسروی بفریدونِ آبتیں برزد

تو باش خرم و خوش دل ازینکه بر خصمت
اجل کشا و کمان و قضا کمیں برزد

بود بنائے یقینت بپا بفضل خدا
ہمیشہ تا کہ بنائے گماں یقیں برزد

خجستہ باد ترا سال اربعیں از عمر
خوش ایں دعا کہ سر از جیب اربعیں برزد

غمی زدرد دلم خون شود کہ گفت ظہیر
غمت بریختنِ خونم آستیں برزد

بحور عین کند شس ہمقراں کہ در قرآں
مثل بلؤلؤ مکنون و حور عیں برزد

قصیده

خسروا سالِ نوت سالِ سرور و سور باد
واز سرورش از ثریا تا ثری مسرور باد

رشتۂ عمرت چو دورات فلک طول طویل
عقدہائے او چو انجم وافر و موفور باد

صبح و شام حیدرآباد از سر در سال نو
غیرت شام ہرات و صبح نیشاپور باد

باد از شامِ دکن شامِ اودھ روشن سواد
بہرۂ صبح بنارس از صباحش نور باد

ہرچہ در تثلیث باشد ناظرِ افلاک را
از نظرہائے محبت مہر تو منظور باد

ہر سعادت کز دکاں مشتری سودا کنند
سود او بر ماہ و بر سال نوت مقصور باد

واں نحوستہائ بد کایوان کیوان جای اوست
در حصارش خانمان دشمنان محصور باد

چوں ربیعِ اولیں کز شاہ دیں شہرت گرفت
ایں ربیعِ آخر از شاہِ دکن مشہور باد

زہرہ ہر روزت سراید نغمۂ سور و سرود
ماہ ہر شب چوں چراغت در سرائے سور باد

آسماں آسا بگیتی بارگاہِ تو بلند
آفتاب آسا بعالم رایتت منصور باد

گر ضیائے بے رضایت مہر بخشد ماہ را
در کسوف و در خسوف آں ہر دو دور از نور باد

ہم ثنایت را کند نظمِ جواہر تیر چرخ
ہم نثارت را ز پرویں گوہر منثور باد

آفتابت زرگر دریا دکانت گنجداں
دست تو گنجینہ بخش و بخت تو گنجور باد

قصر جاہت را ثوابت خشت و معمار آسماں
ہم زحل میر عمارت مہر و مہ مزدور باد

از برای بادهٔ صافت بجام آفتاب   خوشهٔ پروین بجای خوشهٔ انگور باد
پاسبان بارگاهت باد ترک فلک   پرده دار اندر حریم حرمت تو حور باد
طالعت از یاوری سعد اکبر مشتری   در سعادت همقران طالع تیمور باد
همچو ماهِ نیم ماه و همچو مهر نیمروز   رای و ردیت پرضیا دین و دولت پرنور باد
هفت سیاره دو دور خدمتت روز و شبان   نه فلک گویدا الٰهی سعیم مشکور باد
با دور چرخ گردان وقت دور ساغرت   ساغرت خورشید جای ساغر بلور باد
دور دورِ تست شاه دادگر از میمنت   چشم بد بین فلک یارب ز دورت دور باد
آستینت دستگاه دولت شاه و گدا   آستانت سجده گاه قیصر و فغفور باد
هر غباری کز درت برخیزد از باد بهشت   سرمه مست از برای چشم شوخ حور باد
در همایون دور تو بال و پر شاهین و باز   بالش پر مهر خواب صعوه و عصفور باد
خود سلیمانی ترا گر جم نویسد عرض حال   نامه اش بر کاغذ افشان چشم مور باد
صیت اقبالت چو آبائی کرامت ماه و سال   شهرهٔ هر شهر باد و در جهان مشهور باد
خانهٔ جور و جفا از قهر تو بادا خراب   کشور دلهای خلق از مهر تو معمور باد
دشمنت را از سنان نیزه و شمشیر و تیر   سینه پر سوراخها چون خانهٔ زنبور باد
باد زخم آب دز دیده دهانش از لعاب   وز سر شاک خون عدو را چشمها ناسور باد
هم چراغ خانه اش خال رخ لیلای لیل   هم سیه بخت عدو زلف شب دیجور باد
هر چه دورست از نکوئی دشمنت نزدیک او   وانچه نزدیک بدست از دوستانت دور باد
در لب و کام عدو هر نوش بادا شش زهر   در سقنقورش عیان خاصیت کافور باد
دوستانت را درونی باد پر سور و سرور   دشمنانت را دلی پر شیون و پر شور باد
قهرمان شوکتت را کامده کشور کشای   از دکن تا هند و سند و قاهره منصور باد
از فساد و رخنه آباد ایمن ملک تو   دشمن و آئین انصاف تو ظلمت و مور باد

خصم تو بد زندگانی او فتاده مرده — در بماند زنده یارب زنده در گور باد

همچو خفاش خصمت از خورشید باشد روز کور — همچو عاشق از سیه روزی عدو شب کور باد

دائم از فقر و فنا خصم تو گر داند لباس — گاه در کفنی رود گه در کفن مستور باد

از سر ورت نشد غمهای عالم را شکست — چون شکست نشد رو همراز صدای صور باد

بحر اگر کشتی بخشکی بست از شرم آب شد — از کف و دست گهر باشست اگر معذور باد

از ید بیضا کف موسی بود دست و کفت — وز تجلی خاطرت چشم و چراغ طور باد

سایه چتر همایون تو چون بال هما — تاج فرق قیصر و چتر سر فغفور باد

بشکنند تا پاره پاره احتساب قهر تو — کاسه سرهای اعدا کاسه طنبور باد

نقش ملک و سلطنت را خامه ات مانی رقم — رسم جود و کرمت را دست تو دستور باد

گر شود مرفوع منشوری ز دیوان قضا — صاد رای صائبت توقیع آن منشور باد

سجده سای آستان عالیت صبح و مسا — روی کید و جبهه جیپال و فرق فور باد

ملک تو چون ملک ذو القرنین ابن فیلقوس — لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد

رای تو چون رای افلاطون وزیرت کبیر — شوکت و شانت چو شان قیصر و فغفور باد

داستان رستم و دستان بر در زور تو — داستان عمر عیار و سر ایاز ور باد

هرچه از امکان فرود افتاد در دوکان قدر — حیله از تقدیر یزدانی ترا مقدور باد

وانچه از کان قدر آید بدکان قضا — بر رضای تو قضایش سر بسر مقصور باد

در دل و در حکم و در کلک بنان تو بهند — رای کید و لشکر جیپال و ملک فور باد

شهریارا دادگرشاها خلافت جام جم — جام ایامت ز خط جور دائم دور باد

راست آهنگ ثنایت از عراق و نیمروز — وز صفاهان و خراسان تا به نیشاپور باد

عالمی در ظل چتر و نور رای روی تو — در فروغ و در فراغ از سایه و از نور باد

یارب این جشن چهل ساله ز عمر شهریار — چون چهل کاف مبارک در جهان مشهور باد

چوں ادیمی در چهل روز از سهیل اندر یمن   زیں چهل رونق ادیم ملک امو فور باد
زیں چهل سال سعید دلفروز جانفزا   چوں چهل سال نبوت عالمی پرنور باد
هیچو قلب صوفیاں کز اربعیں گیرد قرار   قلب عالم زیں چهل سال از صفا معمور باد
ایں چهل سال از برای کاسهٔ احوال خلق   غیرت چهل سال چینی کاسهٔ فغفور باد
ایں چهل سالی مبارک بهر یمن و میمنت   چوں چهل شبهای موسیٰ پر فر از طور باد
مدح خواں تو غنی شاها طفیل مدح تو   چوں نظام گنجه از زر سخن گنجور باد
حیدرآباد از ظهورم غیرت ترشیز هست   واز فروغ صبح عدلت رشک نیشاپور باد
نظم من بر خاک عرفی شمع کافوری نهاد   خاک او از نظم من در نور و در کافور باد

قصیده

ایں قصیده در ۱۳۲۳ه نوشته شد تتبع استاد مجیر بیلقانی و هو هذا

"صبا چو سنبل تر گرد لاله تاب دهد   بهر طرف که رسد بوی مشکناب دهد"

سپیده دم که جهالت برات نور دهد   چراغ صبح فروغ چراغ طور دهد
دگر بجوش نیاید جهان بیان کلیم   اگر رخ تو تجلی بطور طور دهد
یکی تو غمزه به کار رم بکن ز ترز دیکی   که نرگس تو فریم لبسی ز دور دهد
شکیب از دل زاهد برد لب لعلت   فریب چشم تو باعث بد صبور دهد
بس ست باده ز ساقی مرا بجام سفال   چه احتیاج که در ساغر بلور دهد
مى ز قلقل مینا بدور جام صبوح   مى طهور تو بید هوا لغفور دهد
من آن نیم که کنم گوش گفتهٔ واعظ   اگر هزار فریبم ز روی حور دهد
ز داغهای جگر خانه ام بود روشن   چنانچه دوزخ سوزان ز نار نور دهد

چو عود بر سر آتش نهد رخ از زلفت | صبا بخور شمیمش پی بخور دهد
زلال لعل لبت یاد میکند رضوان | دمیکه شربت کوثر بجام حور دهد
در بهشت گشاید برخ تو بر رویم | لبت بجام دل من می طهور دهد
بعندلیب چو ترسا برخ آتشین ترا | بهار تحفهٔ مریم پی بخور دهد
چنان بیاد تو لذت برم شب هجران | که غیبت تو مرا عشوهٔ حضور دهد
گذشت لفظ حضورم بلب که یاد آمد | شهیکه نه فلک او را لقب حضور دهد
حضور آصف دوران که تخت و تاج ازو | شکوه تخت فریدون و تاج فور دهد
خدیو تخت ستان تاج بخش هیچ نواز | که فر ملک سلیمان بملک مور دهد
ببزم دلکش او گر گذر کند رضوان | بقصر خویش قرار و دو صد قصور دهد
چو خصم و فتنه و خواب اجل بکحل زند | بخصم و فتنه ازان خواب خویش بگور دهد
صبا ز عرصهٔ جولان او بدیدهٔ حور | خبر ز سرمهٔ گرد سم ستور دهد
فلک بمجمر خور از نجوم در زر مشر | سپند و عود دلسوز داگر بخور دهد
لطیف لفظ تو صد گوش گر کند شنوا | ضیای روی تو بینش بچشم کور دهد
ز قهر تست که هر استخوان پهلویش | خبر بجان عدو از فشار گور دهد
کشد بروزن سوزن تنیدهٔ مرهم | چو گرد راه تو سرمه بچشم کور دهد
بدشمن تو ندای اجل دهد بهرام | بدوستان تو زهره نوید سور دهد
تفنگ رعد خروش تو در وغا صد بار | بجان خصم خواص صدای صور دهد
سپهر از پی بزم خجسته آئینیت | رسوم مشعله داری بماه و هور دهد
بآفتاب جهانتاب روی روشن تو | چراغ ماه چه تابد چه تاب نور دهد
هزار رخنه در آئین سلطنت رایت | برای داب تسلیم و به فکر فور دهد
سروش غیب ترا چون خطاب داد حضور | سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

بعید نیست چو سودی تو بر ستارہ عناں | کہ ماہ بوسہ رکاب ترا ز دور دہد
بلائے عہد تو جنید غنی کز اقبالت | زمانہ اہل زمیں را صلائے سور دہد
پناہ و پشت جہاں آمد از نہاب و نہیب | امان و عافیت از فتنہ و فتور دہد
ہمیشہ تا کہ بنائے الم بپا دفنا | نوید عیش و صلائے سرور و سور دہد
طفیل احمد مرسل خدائے عز و جل | سرور و سور ترا تا بروز صور دہد
بطول عمر تو عرض حیات ارزانی | کناد و عرض حیاتت ہمہ سرور دہد

قصیدہ

اے بخت تو چو بخت سکندر جہاں گرفت | بادیجہاں بیازوی بخت جواں گرفت
داماں سایل تو بزر آستیں فشاند | تا زر بدامن از کف گوہر فشاں گرفت
تنہا نہ از تو بست عروس دکن نگار | خال و خط از تو شاہد ہندوستاں گرفت
اقبال تو بہ بخت سکندر شدہ قریں | بختت بفال طالع صاحبقراں گرفت
جود تو خوان لطف بنہد بہر بیرزال | عزمت ز پور زال دو صد ہفتخواں گرفت
ہم از فروغ رای تو خیرہ شد آفتاب | ہم از ضیای روی ہمہ آسماں گرفت
عمرت نسیم صبح کہ تازہ کند مشام | قہر تو آتشی کہ بمغز استخواں گرفت
گوی بود زمانہ بمیدان آسماں | تا صولتت ز کاہکشاں صولجاں گرفت
ہر شام ساختست نثارش بپائے تو | ایں طاس پر گہر کہ بسر آسماں گرفت
سیم ستارہ زیر گر خور سحر گداخت | زاں طشت تو بہ شستن دست و دہاں گرفت
ہم دہر از روائح خلق تو یافت جاں | ہم جان دہر زندگی جاوداں گرفت
عالم بپایہ کرمت از تموز دہر | بگریخت و پناہ دراں سایباں گرفت
از پرتو جمال تو چوں مہر نیم روز | فرد فروغ روی زمین و زماں گرفت

یک آهنی بنارس چو پولاد هند نیست | از تیغ هندی تو توان اصفهان گرفت
شیر فلک ز بیم خدنگ تو در مصاف | از کهکشان و سنبله خس در دهان گرفت
روشن شد از فروغ تدابیر تو زمین | چون آسمان که روشنی از روشنان گرفت
از خندهٔ ملیح تو پر شور شد چمن | وز منطق فصیح تو بلبل زبان گرفت
از صورت صبیح تو گیتی فروغ یافت | واز رای چون صباح تو رونق جهان گرفت
هر چند زیج نیست منجم ز ماه و سال | نیک و بد زمانه ز سیارگان گرفت
تحویل آفتاب به برج حمل شمرد | فال از برای سال ز نوروزان گرفت
از ماه و مهر حرف کسوف و خسوف خواند | واز مشتری و زهره حساب قران گرفت
انظار هفت کوکب سیار آسمان | برهان رنج و راحت و سود و زیان گرفت
گاهی ز احتراق و محاق و وبال گفت | گاهی حضیض و اوج بزیب بیان گرفت
تثلیث را بنام محبت نهاد نام | تسدیس در مقابلهٔ دشمنان گرفت
بالجمله زین نقوش و جداول که زیج بست | اندازهٔ حوادث کون و مکان گرفت
لیکن بحسب رای رزین تو این حساب | تقویم کهنه و غلط و رایگان گرفت
چرخ از پی کباب نهادست در تنور | نانت ز قرص ماه بدستارخوان گرفت
روی تو خنده بر رخ صبح دوم زده | خوشبو بر شمیم گل و گلستان گرفت
رفت آفتاب و بوسه عنان ترا نهاد | مه آمد و دوال رکابت دوان گرفت
هم بهره ز لطف تو برد ابر آفتاب | هم نشئه ز فیض تو در بادگان گرفت
همچون غرور در سر گردنکشان و مهر | جا در دل عدو تو سهم از سنان گرفت
تعویذ بازوان ترا در شکار شیر | پیل دمان ز ناخن شیر ژیان گرفت
چون طایران قدس ببال و پر بلند | بر شاخ سدره همت تو آشیان گرفت
لطفت برگذار عدو گل فشانده است | سهل است خار و خس نه ره دوستان گرفت

پشت چمن هر آنچه بها گیرد از بهار … روی جهان ز رایت رویت همان گرفت
گوشه عطای حاتم طی شهره در حجاز … صیت سخای آصف دوران جهان گرفت
نیکو شیم که زهره ازو کسب خیر کرد … عالی همم که رفعت ازو آسمان گرفت
کلک و کفش بحرف عطارد قلم کشید … دست و دلش بجود کم بحر و کان گرفت
دوران دوید غاشیه بر دوش در رکاب … یکران دور کایه چو در زیر ران گرفت
در بذل و جود شیوهٔ حاتم نگاه داشت … در عدل و داد شیمهٔ نوشیروان گرفت
روزی که ایستاد و برادهم نهاد زین … روزی که بر نشست و فرس را عنان گرفت
بهرام در رکاب دوید و پناه جست … سپر فلک پیاده قفا دو امان گرفت
گرد رهش چو سرمه ستاره بچشم کرد … نقش سمش چو تاج سپر فرقدان گرفت
گر خسرو نجوم بمشرق علم کشید … شاه دکن جهان ز کران تا کران گرفت
تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت … ملک دکن قرار ز دور زمان گرفت
دانند هم کنان که بزرگی بسال نیست … زان پیر چرخ پند ز شاه جوان گرفت
آسایشی که داشت تمنای آن بخواب … گیتی بظل آصف سادس عیان گرفت
گر زیست لشکریست و گر رو کشوریست … بس این چنین شکست و پسی آنچنان گرفت
کان گهر بود ز سخنهاو هان شاه … بیرون ده بلطف گهر هرچه کان گرفت
شه آفتاب و ثابت و سیاره اش صفات … نتوان شمار ثابت و سیارگان گرفت
زان تن زدن ز مدح خوش آمد کنون غنی … باید ره دعای شه کامران گرفت
تا مشتری بزهره قران سعادت ست … تا میمنت زمین و زمان زین قران گرفت
با شاه و شاهزاده قران تا هزار سال … بادا که ملک یمن ازاین اقتران گرفت

قصیده

در تتبع مرزا غالب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

وہو ہٰذا "سخن ز روضۂ رضواں بکوئے یار کشد"

چو دل ز خطِّ لبت سوی سبزه زار کشد — چه خاطرے ز رخت جانب بہار کشد

بیا که خسته دلان غمِ فراق ترا — بسینه خنجر خونریز انتظار کشد

ہمیں نه ہجر تو عشاق را بدور افگند — فراشے تو مہجور را بدار کشد

امید نیست که خوے ستمگرت گاہے — عنان به تربت عاشق برہگذار کشد

فغاں که کس نرساند بگوش گل یکبار — ہزار ناله اگر عندلیب زار کشد

ز عارض تو دل لاله داغہا دارد — ز نیچۂ تو شرر در جگر چنار کشد

نه روے دشت نه پشت چمن مرا بے تو — بسیر باغ و تماشاے مرغزار کشد

جمال روے تو آتش بخرمن گل زد — مگو که شعله گل از آتش چنار کشد

ولے بروضۂ رضواں گرا یدا ز کویت — که سر بکوه و بیاباں ز لاله زار کشد

بخاک و خون رود آں دل که با قد و رویت — نفس بیاد گل و سرو جویبار کشد

چو شمع طور یکے جلوه زاں جمال نماے — که دل ز دست من و دست من ز کار کشد

خراش سینه بلبل ز نوک خار گذشت — تو ہم بیا که دل از رشک خار خار کشد

بدام زلف بپیچان دلم که مے ترسم — کزیں جفاے تو دل نالہاے زار کشد

وزاں یکے بکند گوش آصف جمجاه — که داد موِ ضعیف از گزنده مار کشد

شہی که تا قدِ لیلاے دولت او را — فلک کجاوه کشد مہر و مه مہار کشد

جہاں دو پرده کشد بر درت ز لیل و نہار — سپہر بہر حریم تو نه حصار کشد

قمر رکاب تو از دور بوسد و ترسد — که طرقوی تو ادرا ز ره گزار کشد

شبیکہ بگذرد از فرق دشمنان آتش   بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد

بکف رکاب تو گیرد چو سفتہ گوش هلال   بدوش غاشیہ مثل رکابدار کشد

شگفت نیست کہ محبوب با علیست بنام   کہ تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد

تفِ تفنگ تو هر جا کہ آتش افروزد   ز آب انگر هزار برف و یخ شرار کشد

بجز مصاف تو کاندر مصاف عریان ست   برهنہ نیست بدورت تنی کہ عار کشد

چنان ز قهر تو شد روز دشمنان تیره   کہ شب ز تیرگیش بانگ زینهار کشد

هزار قلعہ کشاید اگر کمر بندد   هزار حصن بگیرد اگر حصار کشد

جهان تمام گلستان شدست ز رو بشر   کجا چمن پی گل منت بهار کشد

چو تا ختن بخطا تاختن کند عزمش   قبای خسرو تاتار تار تار کشد

ز گرد سم سمندت کز آسمان گذرد   بچشم ثور فلک سرمہ از غبار کشد

عروس ملک جهان را بحجلۂ اقبال   جز او کجاست جوانی کہ در کنار کشد

گهی ز تیغ حمائل کند بگردن او   گهی ز خون عدو پنجہ در نگار کشد

گهی ز پشت سمندش نهد سریر بپای   گهی ز پرچم رایت لب سر خمار کشد

ز بیم کار بزاری کشد معاذ الله   دمیکہ دشنہ بر اعدا بکارزار کشد

کشد جنیبہ اش از خنگ ماه نو بهرام   چو زین بر اشهب تازنده راهوار کشد

شود چراغ عدو را بہ تیره راه عدم   شرارہ کہ از آن تیغ برقبار کشد

هوا بقید حباب او فتد چو سرو آزاد   بپای سلسلہ از موج جویبار کشد

بزرگ حوصلہ کو چیک دلی خطا بخشی   کہ انفعال ز عذر گناه گار کشد

سخا بلند کند نام او چو ابر بهار   حیا بزیر نگاهش چو شرمسار کشد

مکارمیکہ خدا در نهاد او بنهاد   گرش شمار نمائی بہ بی شمار کشد

بود نوای تو الت بصناعت دلکش   کہ از دیار ببوسی دگر دیار کشد

خزان عقوبت او میکند سر هنگی — چو جیب غنچهٔ گل چاک از بهار کشد
قوای نامیه آید بجان زبد نامی — اگر خراش تن گل ز نوک خار کشد
به تیغ و نیزه چو بر دشمنان بدخواهش — بروز معرکه نوبت بگیر و دار کشد
گهی به تیغ سری دور افگند از تن — گهی به نیزه تنی بر فراز دار کشد
ز موکب تو علم سر به آسمان ساید — چنانکه ابر سیه سر ز کوهسار کشد
قلم بدفتر خود بشکند دبیر فلک — چو خامهٔ تو رقم های اعتبار کشد
گهر ز کلک تو پیوسته بارد و بیهم — چو قطرها که ز ابر سیه قطار کشد
کشد به بند کمندی هزار شیر عرین — چو زین بر اد هم تازی پی شکار کشد
ز شاخ پخته بر آرد ثمر بهار از بیم — که بار دیر رسی پشت شاخسار کشد
بصدر زین چو نشینی ز بیم دود بهرام — که تا دوال رکاب تو استوار کشد
در اضطراب ثوابت بصورت سیار — فتد ز بیم سنانت اگر شرار کشد
بدوش و گردن جوزای آسمان از تیغ — هزار زخم حمائل بشکل هار کشد
خم کمند کشد گردن عدوی ترا — چنانکه دل شکن طرهٔ نگار کشد
همیشه تا که دل مومنان بحکم نبی — بچار یار گرا ید بهفت و چار کشد
چهار عنصر سفلی و هفت سیاره — بکارها همه حکمت چو پیش کار کشد
عجب نبی بطرز دلآویز نجسته غالب — رقم کشیم بدانسان که خامه کار کشد
بدان طریق که پا شهسوار برق عنان — عنان اسپک خود طفل نی سوار کشد
بیا و میل بنظم زنظم غالب کن — اگر دل تو به صحرا ز لاله زار کشد

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ بابتہ سال چہل و سوم در ۱۳۲۵ھ

دمیکہ در برم آن شوخ نازنین نہ نشست | بغم نشستم و غم از دل حزین نہ نشست

کجاست آتش بید و دلالہ حمرا | کہ در بہار از آں روی آتشین نہ نشست

نشان جمال قمر کم ز گرد اگر برخاست | ز خط غبار برخسار مہ جبین نہ نشست

نشست تیر جگر دوز اگر بسینۂ صید | چو تیر غمزۂ تو بر دل غمین نہ نشست

نہ آتشی ست کہ بنشست و دود ازاں برخاست | چراغ رنگ تو از خط عنبرین نہ نشست

خدنگ ناز بجانم نشاندی و برخاست | بسینہ درد کہ جز روز واپسین نہ نشست

تو خاستی و قیامت ز ہر طرف برخاست | تو بر نشستی و یک فتنہ بر زمین نہ نشست

غریب کو بتو کز درد و غم ز جان برخاست | دمی ز یاد تو بے نالۂ حزین نہ نشست

نشست بیکسی من چنان بمن بے تو | کہ با ستم زدہ ہیچ ہمنشین نہ نشست

بجوی تیغ چہ بنشانی آتش شوقم | کہ آب تیر تو ہم بر دل غمین نہ نشست

فغان ز کافر زلفت کہ ہیچ دیندارے | بہند ایمن ازاں تا حدود چین نہ نشست

بزم شاہ زکفرش بدین پناہ جہاں | کہ بر سریر شہی جز برائے دین نہ نشست

چو تو بہ تخت شہی شہریار چین نہ نشست | نہ شاہ چین کہ فریدون آتبین نہ نشست

چہ شاہ چین و فریدوں کہ خسرو انجم | فراز چرخ براورنگ چارمین نہ نشست

چہ جائے خسرو انجم کہ قصر شاہی را | چو تو خلاصۂ فطرت بہ شہ نشین نہ نشست

سبک عنان چو تو بہمن بعزم رزم نخاست | گراں رکاب تر از تو سبکتگین نہ نشست

بمدعائے جہاں بر مرقع تکوین | برنگ روئے تو یک نقش دلنشین نہ نشست

پئے کفالت ارزاق تا کفت برخاست
ز جور فاقه کسے در جهان غمین نه نشست

شبے نشد که برا عدائے دولت بهرام
کمان قوس کشیده پئے کمین نه نشست

هلالے همت او نه فلک بر آن پر زد
نه مرغ سدره که برتر ز هفتمین نه نشست

ز احتساب تو رقاصهٔ فلک بر گاو
چنان نشست که کس جز این چنین نه نشست

زمین ز حلم تو از جا نخاست همچو فلک
فلک ز بیم تو لرزید و چون زمین نه نشست

کدام روز و شب آمد که بر سپید و سیاه
چو مهر و ماه ترا سکهٔ دو نگین نه نشست

بخدمت تو تنها تا ز دست او برخاست
دمے ز پاے طرف دائے تجمیں [?] نه نشست

چو اوج اختر بخت نیافت ز اصطرلاب
خجل شد و بر صد گه رصد نشین نه نشست

ببین بخت تو تا نگو نه همقران آمد
که مشتری بتو از رشک همقرین نه نشست

فتاد آتش حسرت بجان مهر ز ماه
که از تو داغ غلامیش بر جبین نه نشست

برزم خاستی و چون تو کے کجا برخاست
به بزم عیش نشستی و جم چنین نه نشست

چو تو به تخت نشستی فلک زمین بوسید
چو تو سوار شدی فتح بر زمین نه نشست

چنان ز مهر تو دلها کین او برخاست
که از عدو بتو در سینه غیر کین نه نشست

نشست تیر تو در سینه عدو ز انسان
که تیر غمزه ز مژگان مه جبین نه نشست

کسیکه روئے نکو بتو یک نظر دیدست
بلوح خاطر او نقش حور عین نه نشست

نشست خواست زمین از وقار سنگینت
چو پاے حلم تو شد در میان زمین نه نشست

چگونه جان برد از وی عدو که شمشیرت
نخاست بر سر اعدا که بر سرین نه نشست

چراغ بخت تو روشن که زیر دامن تو
ز باد صرصر کفران چراغ دین نه نشست

کجا به بخت رسایت رسید ذوالقرنین
که در قران سعادت بتو قرین نه نشست

فرود تلخی عیشش لبر [?] کهٔ قهرت
ز جوش تلخهٔ خصم از سکنجبین نه نشست

نه تلخ عیشی دشمن که زو جهان تلخ ست
مگس ز بیم سرایت بر انگبین نه نشست

تبارک الله بقصر شهنشهی چون تو — فلک جناب خدیوی به شه نشین نشست

غبار سم سمندت چو داد سر بهوا — نشست بر سر اعدا و بر زمین نه نشست

بروز داد ز غوغای عام و بذل عمیم — بلب نرفت ترا الا بجبهه چین نه نشست

شکسته شد کمر دشمنان ز بیم و هنوز — ز پنجهٔ تو شکستی بر آستین نه نشست

خدیو حامی دینی که خاطرت یکدم — ز چاره سازی و تیمار داد دین نه نشست

خراب خانهٔ خصمت شد از هلاکت او — بلی مکان به نشیند اگر مکین نه نشست

نشست تیغ تو چون بر سرش زجان برخاست — که با حیات دگر دشمن لعین نه نشست

ز صورت تو نبرخاست خاطری از همه — ز سیرت تو بیکدل غبار کین نه نشست

طراز نام تو آمد قبای شاهی را — جز از تو نقش قبا را بر آستین نه نشست

خجسته باد ترا جشن سال چهل و سوم — ز نقطه خال سیه تا بروی سین نه نشست

ز لفظ چهل و سوم حرف اول و آخر — نمود سال که یکحرف به ازین نه نشست

همین نه جام طرب جم نهاد القابت — همین ز جاه تو این نقش دلنشین نه نشست

تو جم بعهد خودستی هم از حساب چهل — فراز مسند جم جز تو جانشین نه نشست

تو باش بر سر تخت شهی نشسته بفتح — مدام تا که نباشد یکسر شین نه نشست

غنی بمدحت شاه دکن قوافی را — چنان نشاند که از دیگران چنین نه نشست

قصیدہ

بتقریب قدوم امیر کبیر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ مدار المہام و وزیر اعظم دولت آصفیہ صانہا اللہ الیہا من الآفۃ والبلیہ از شملہ کشمیر مقام علی گڑھ

ہاں علی گڑھ کہ ترا کار لب ماں آمد — ساز گارت فلک و طالع و دوراں آمد

بر سرت سایہ فگند آنکہ پی سایہ خلق — سایہ مہر فگن چوں مہ تاباں آمد

آمد از شملہ و گل بر سر و دستارت زد — ہمچو آں باد شمالی کہ بہ بستاں آمد

سر سری مگذر از ایں راہ ور دش سہل مگیر — تا نگوئی کہ فلاں آمد و بہماں آمد

مردہ بودی بسرت عیسی دوراں آمد — مور بودی بدرت تخت سلیماں آمد

قطرہ بودی بتو پیوست محیط افضال — ذرہ بودی بسرت مہر درخشاں آمد

ساحل خشک بدی موج کرم نسود دریا — صدف کاسہ بکف بودہ نیساں آمد

بیکس بادیہ بودی بسرت خضر گذشت — تشنہ خستہ بدی چشمہ حیواں آمد

خاک بودی فلک مائلت آمد کہ ترا — مرکز دائرہ گنبد گرداں آمد

سجدہ شکر بجا آر و بہ تعظیم بگوی — کاولیں فرد سر دفتر امکاں آمد

حامی ملت و دیں حارس شرع و ناموس — حافظ امن و اماں داور ذیشاں آمد

نائب سلطنت پادشہ ملک دکن — ناصر دولت محبوب علی خاں آمد

صدر جم مرتبہ نواب وقار الامرا — آصف روے زمیں جعفر گیہاں آمد

آں طرفدار دکن حارس شرع و ناموس — کہ نہیبش بدل قیصر و خاقاں آمد

آں گرامی گہر بحر وزارت کورا — منتے بر سر و بر افسر شاہاں آمد

آنکه در ذکر ثنا و صفتش جذر اصم　　هر نفس ناطقه سان منطق و گویان آمد

آصف و میر علی شیر و نظام ست وزیرکه　　شاه گر قیصر و فغفور رو قدرخان آمد

در خردمندی و فطنت ز فلاطون بگذشت　　حیدرآباد از و غیرت یونان آمد

خلق را نکهت خلقش بمشام دل و جان　　چون شمیمیست که از روضهٔ رضوان آمد

فیض ابر کرمش صورت فیضان بهار　　بر خس و خار رود بر گل و ریحان آمد

عالمی تشنه لب و طبع تو بحر افضال　　آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد

بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال　　کمترین خرج ترا دخل بدخشان آمد

از عدو بندی و اقلیم کشائی نامت　　روکه نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد

همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ　　شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد

حمله رستم و هنگامهٔ رزم بهمن　　در مصافت همه بازیچهٔ طفلان آمد

کاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک　　بسکه از صولت قهر تو هراسان آمد

با دم اژدر تیغت که نهنگ اجل ست　　سام ایرج پسر سام نریمان آمد

روز سرپنجهٔ تو بازوی بهمن بشکست　　دست بر بست اگر رستم دستان آمد

عادل و باذل و دانا و دلیر ست وزیر　　چشم بد دور نشانیست که شایان آمد

نه گهی خون کسی ریخت نه آب کس برد　　حافظ مرحمت او که بحفظان آمد

بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف　　غیر آن خون که بهم در جگر کان آمد

روش معدلت و داد بکسری که آموخت　　کی حریف روشش والی شروان آمد

قصر قدرت که قضا کرد بنائش ترکیب　　کمترین زینهٔ او طارم کیوان آمد

پایهٔ ایوان تو همپایهٔ کیوان بادا　　تا همین قافیه ایوان پی کیوان آمد

قصیده

در تهنیت صحت اعلیٰ حضرت حضور پُرنور از مرض هیضه خلد الله ملکه در سنه ۱۳۲۵ھ

برطرح مشاعره مولوی اسد الله صاحب نوشته شد و هو هذا "نوید صحت شاه دکن مبارک باد"

سپیده دم که ز طرفِ چمن مبارک باد
رسیده شاد بگفتا بمن مبارک باد

بملک از آنکه پس از رنج روی راحت دید
خدایگان ملوک زمن مبارک باد

ز غسل صحت شه شد جهان شگفته چمن
شگفتگی به مزاج چمن مبارک باد

شد از نشاط سراسر دکن سرای سرور
سرور و سور بملک دکن مبارک باد

جهان بظاهر و باطن پر از سرور شدست
چنین سرور بسر و علن مبارک باد

هم آن نشاط جوانی هم این نوید نوی
بدهر پیر و بچرخ کهن مبارک باد

ز شهریار دکن صبح و شام ادیر ملک
چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد

رسید جان به تن و تن ز جان شده زنده
به تن ز جان و هم از جان به تن مبارک باد

ز صحت تو مبارک بد تهنیت گفتی
وگر بغصه بمیرد کفن مبارک باد

بشهریار دهد خسرو نجوم امروز
نو از طارم چرخ کهن مبارک باد

نشست و شوی رخ شاه آفتاب سپهر
چو تشت ماه بدست پرن مبارک باد

نشاط خلق چو آراست انجمن هر سو
ز انجم است بهر انجمن مبارک باد

زمین مثال ادیم است و شه سهیل یمن
پی ادیم سهیل یمن مبارک باد

بهر نفس چو نفس آید بگوش رود
ز سینه‌ها بلبلان و دهن مبارک باد

چو ایستاده پی خدمت شه است بباغ
دهد بسرو و گل و یاسمن مبارک باد

کسی بہ پوست چو گنجد ز خرمی کامروز | نبوده است چو در پیرہن مبارک باد
تو زنده کرده رسم کرم ترا شاہا | ز معن و جعفر و یحیی معن مبارک باد
فزوں ز تہنیت یکجہاں بصد آداب | غنی بہ خسرو دوراں زمن مبارک باد
فتد قبول تو یارب بجاه ختم رسل | باحترام حسین و حسن مبارک باد

قصیده

در تقریب مذکور نوشته شد

خدای راست مسلم ثنا برون ز عداد | که عیش رفته ما را دگر بما رو داد
بسیزده صد و بیست و چہار سال سعید | مہ جمادی اولی در نشاط کشاد
که شہریار دکن یافت صحت کلی | نشست شاد بہ تخت شہی بسان قباد
زہے شہی که چو در یتیم یکدانه | ز لطف جوہر اصلی ست مفخر اجداد
دو روز کی ز مرض شد مزاج شاه ملول | ملال رفت و نشاط آمد و جہاں شد شاد
چو روی روشن و رای زرین شاه دکن | نه مہر چرخ منور نه تیر او نقاد
بشہر کوکبه شاہی که مشتری بروی | وان نگاه بجوا اند که چشم بد مرساد
ز عدل و داد تو شاہا دکن شگفت چو باغ | رسد مرا که بگویم بعینه بغداد
تراست نه فلک و ہفت کوکب سیار | بسان چار عناصر مسخر و منقاد
بچرخ میر عمارت زحل ترا گوید | که باد کوشک جاه تو تا ابد آباد
چو نفس ناطقه گوید صریر کلک ترا | دبیر چرخ ہزار آفریں ہزار آباد
بہیچ ماده صورت نه بند و از نہیت | بطبع چار عناصر قبول کون و فساد
کند ز امر تو کامد قضا صفت مبرم | فلک قبول تغیر بحکم استعداد
شکست نه انوی آداب در دبستانت | عقول عشره چو شاگرد از پی استاد
ترا به بخت سکندر رسد فلاطونی | بایں طبیعت نقاد و خاطر وقاد

فراخ عرصهٔ جو آنکه تو هفت اقلیم / بلند بارگهت چار طاق سبع شداد

بجان خصم تو هیبت و بال باد بروت / عقوبتی ست تو گوئی که کرد عود بعاد

شود آتش قهرت بخصم خاک آلود / هر آنچه آب بفرعون کرد و باد بعاد

ز بند جور خزان زان شدست سرو آزاد / که بندگی ترا در چمن بپا استاد

کشید جود تو دُر را ز جیب بحر و عدن / کشاد بذل تو دُر را بروی خلق و عباد

شد از تو ربع شمال زمین همه مسکون / جز این دو خانه که هر دو فتاد از بنیاد

یکی ز وسع تو خم خانهٔ شراب فروش / دگر ز بذل تو گنجینهٔ خراب آباد

چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و فغفور / چو تخت و تاج ربائی ز کیقباد و قباد ق

بچین و روم فتد زلزله چو نفخهٔ صور / بخاک فرس ز افلاک بگذرد فریاد

عدو چه جان بدر از وی که نوک ناوک تو / خلید در رگ جانش چو نشتر فصاد

رسید شهرهٔ عدلت بجمله ملک و دیار / چنانکه صیت سخایت بعرض و طول بلاد

باعتدال ز عدل تو حیدر آباد است / تہ معدل و مینای عرض و طول بلاد

برای بخت بلندت ازل بود مبدا / برای دولت پاینده است ابد میعاد

عدو که خانه خود ساخت همچو باغ ارم / فگند قهر تو دورش ز باغ چون شداد

مرقع و کن از فیض خامه لطفت / بود نگاشتهٔ کلک مانی و بهزاد

صریح مدح تو خوش آمدم ازین گفتن / که رشته طویل نجاد ست یا کثیر رماد

غنی ز مدح تو گشتم بدل شها شک نیست / تونگری بدل آمد چنانکه گفت استاد

ازان درازی دامن در آستین دارم / که از ثنای تو بر قامتم قبا افتاد

بلند رتبه فضلم شد آنچنان که مرا / ز خواجگی چو عبید ست صاحب عبّاد

تو اعتماد بمن کن که نظم من خالی ست / ز لافهای عبید و گزافهای عمّاد

سنین عمر و شهور حیات تو بادا / بری بسان عقول عشر ز نقص و نفاد

دوام دولت و اقبال بی زوال تو باد / چو دورهای فلک در از شمار و عداد

قطعه

در تاریخ وصال مولانا و مرشدنا شیخ فضل الرحمن صاحب نور الله برهانه و افاض علینا فیضانه

در سنه یکهزار و سه صد و سیزده هجری نبوی علی صاحبها الصلوة والسلام در بهیکم پور نوشته شد

آنکه در فقه و احادیث و اصول و تفسیر　　بود یکتا بمیان علمای فاضل

ادب آموز علومش بدیار دهلی　　شاه اسحق گرامی گهر دریا دل

دلق درویشی او بود ز شاه آفاق　　داز غلام علیش دولت شاهی حاصل

آن دو فخر سلف و پشت پناه اخلاف　　یافتندش خلف و بهر خلافت قابل

ناخدا از پی کشتی هدایت کردند　　کاورد خلق ز گرداب بسوی ساحل

محو اخلاص و ادب بود بآل و اصحاب　　عاشق احمد مرسل چو اویس واصل

آنچنان پیر دهنت شد و سرگرم آمد　　که برفتند پسش پیشروان منزل

همچو اصحاب گدا صورت و شاه معنی　　بعیان فته دل از کف نهان صاحبدل

هر چه جمع آمده از مال پریشان کردش　　مجتمع داد اگر شد متفرق حاصل

حضرتش مرجع امید و مآل آمال　　که هر آسی و سراسیمه بدوش شد آئل

بزم او تذکرهٔ سیرت و وصف پاکان　　پاک از غیبت و حرف غلط و لاطائل

مسندش بود سریری ز رسنهای پلاس　　بوریا بستر او کاسه و کوزش از گل

خوش بآن حجره تنگی که شدی خوابگهش　　شاد از آن مسجد دیرینهٔ بشکسته چو دل

گه بتدریس احادیث بمسجد مشغول　　گه بتعلیم مقامات بحجره شاغل

میشد از ذوق باشعار حقیقت اشعار　　گاه از فارسی گه از اردو و بها کا قائل

چون جناب نبوی گاه لبش در طیبت　　گاه چشمش ز الم چشمهٔ اشک سائل

گہ ببازار خراماں پی سودای ثواب ‏ کارد از بہر عجوز آرد و ملح و فلفل

گہ ببازیگہ طفلاں برسید و پرسید ‏ کہ ازیں جملہ کدام ست یتیم و عائل

گہ بدروازۂ مسجد نگراں شام انگام ‏ از پی مقدم مہماں غریب منزل

گہ سحرگہ بدر استاد و ز جمع اضیاف ‏ بیکی گفت کہ فاخرج بدگر گفت انزل

گہ زدی آہ نہ با گاہ کہ سوزد سینہ ‏ گاہ می گفت معاذ اللہ[1] کہ جوری بدل

[1] یعنی لفظ معاذ اللہ کہ اکثر می فرمود ۱۲

یکصد و پنج شد از عمر شریفش لیکن ‏ نہ معطل ز شنیدن نہ ز دیدن عاطل

نہ نمد پوش قلندر نہ مزخرف صوفی ‏ نہ خطیب سخن آرا نہ عزائم عامل

نہ بہ تسبیح و مصلا نہ بدلق و جبہ ‏ نہ بدستار و عمامہ نہ بشملہ غائل

نہ بجذب و نہ بجوش و نہ بحال و نہ بقال ‏ نہ بغلطیدن خاک و نہ برقص بسمل

سادہ پیرایہ و آمیختہ با سایر ناس ‏ باز نشناختہ از عالی و وسط و سافل

داشت دو پلہ کلاہی ز قماشی کہ درو ‏ جامۂ جملہ تنش بود شریکی شامل

ہرچہ گفت ست کمیں بندۂ دلخستہ غنی ‏ نیست اغراق فضول و نہ غلو فاضل

غیر از صدق و صفا نیست خمیر سخنش ‏ کہ ہمہ جوہر حق ریخت بہ پرویزن دل

شد چو وصالش بخدا فصل ز تن پرسیدم ‏ سال این فصل و وصالش ز خرد چون سائل

گفت[2] از فصل و وصال ست کہ فضل رحمن (۱۲۰۸) ‏ از سر جسم (۳) چو برخاست بحق (۱۰۸) شد واصل

۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = سنہ ۱۳۱۳ھ

[2] مطلب یہ ہی کہ لفظ فضل رحمن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سر جسم یعنی جیم کے عدد اس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی سن وفات حضرت کا ہی۔

کتبہ محمد عبد الغنی عفی عنہ در سنہ ۱۳۲۶ھ نوشتہ شد

قطعہ

در حیدر آباد بر طرح مشاعرہ نعتیہ میرزا غلام حسین خان در ۱۳۲۷ھ نوشتہ شد

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

خواہم علم ز شعر سوئے ابر آورم ‌‌ ‌ نام از سخن بلند چو شعری بر آورم

با دامنِ ورا زکہ دارم در آستیں ‌ ‌ ‌ شاید کز آستیں ید بیضا بر آورم

افتد قلم ز دستِ دبیرِ فلک فرو ‌ ‌ ‌ چوں دست بر قلم پئے انشا بر آورم

کرسی نہم بعرش بلندِ سخنوری ‌ ‌ ‌ خود را مگر بہ عرش معلی بر آورم

خوانند از سپہر بریں آفریں بر آں ‌ ‌ ‌ تحسیں طلب ز ملاء اعلی بر آورم

افتد ز چرخ زہرہ بروئے زمیں چو من ‌ ‌ ‌ در نعت زمزمہ چو نکیسا بر آورم

نعتِ رسولِ پاک سرایم چناں بہ نظم ‌ ‌ ‌ کز افتخار سر بہ ثریا بر آورم

بر صاحبِ براق بگویم ثنا ز دل ‌ ‌ ‌ دم از مدیحِ صاحبِ اسریٰ بر آورم

گو ابلغ از صریح کنایہ بود و لے ‌ ‌ ‌ من نام شاہ یثرب و بطحا بر آورم

ختمِ رسل محمدِ مرسل کہ بر سپہر ‌ ‌ ‌ ذکرِ بلندِ او ز رفعنا بر آورم

احمد توئی کہ رایتِ حمدِ ترا بہ حشر ‌ ‌ ‌ فرمود حق کہ از ہمہ بالا بر آورم

شاہا توئی کہ گفت خدا نام نامیت ‌ ‌ ‌ با نامِ خویش ہمسر و ہمتا بر آورم

ایزد درِ کرم ز فتحنا بتو کشاد ‌ ‌ ‌ فالِ فتوحِ تو ز مبینا بر آورم

بر معجزِ تو حجتِ ناطق پئے عدو ‌ ‌ ‌ حرفے کہ گفت حجرۂ صما بر آورم

فالِ زوالِ چار دہ تاجش ز قہرِ تو ‌ ‌ ‌ از کنگرِ شکستۂ کسریٰ بر آورم

احیائے مردگاں شود از نقشِ پائے تو ‌ ‌ ‌ ایں مژدہ در مسامعِ موتیٰ بر آورم

گر در دلم ہزار سویدا بود خوشم ‌ ‌ ‌ تا داغت از ہزار سویدا بر آورم

دانم اگر بسدره و طوبی قدت شبیه
شاخ از نهال سدرهٔ و طوبیٰ برآورم

کارِ دمِ مسیح کند هر نفس مرا
گر یک نفس ز تو بتولّا بر آورم

هر بت بسر در آید و از پاے او فتد
نامت چو در کنشت و کلیسا برآورم

در روزِ رستخیز که خیزند از قبور
سر از کفن بیادِ تو شاها برآورم

در هجر تو نشان ز جحیم و سقر دهد
هر آهِ گرم کز دلِ شیدا برآورم

من بگذرم شها ز تمنائے هر دو کون
گر خود دمے ز تو بہ تمنا برآورم

داغ غلامیت که ازاں بہ شفیع نیست
در عرصۂ شفاعتِ کبرے برآورم

غلطیدنم بخاکِ رهت بہ ازاں کہ من
صد خوابِ خوش بسدرۂ طوبیٰ برآورم

والی شده بملکِ دلم قهرمانِ نفس
فریاد ازیں بدرگہِ والا برآورم

در چشمِ حور سرمہ کنندش اگر غبار
از خویشتن براهِ تو مولیٰ برآورم

گر نیست بخواب تسلی شوم کہ فال
زیں مصحفِ نکوئے فردا برآورم

روز و شباں بمهر و ولای تو روزگار
با خرمی و عیش مهیا برآورم

از اشکِ انفعال بدریا شدم غریق
از فضلِ تو کلیم ز دریا برآورم

بانگِ گدا ز خانہ برآرد کریم را
چوں نالہ در فراقِ تو شاها برآورم

ترسم کہ سر ز روضہ برآری ز خوابِ ناز
زیں هرزگی خوش ست کہ خود را برآورم

سیمائے رستگاریِ جاوید من بود
داغِ غلامیت چو بسیما برآورم

بخشی گرم خلوص و ز روی ریا خلاص
از رنگ هر دو دلق و مصلا برآورم

با عاصیاں پناه ببخشا بروزِ حشر
تا رو سفید پیشِ تو خود را برآورم

بے تو مرا بهشت بد و زخ برابرست
دل از نعیمِ جنتِ علیا برآورم

من هم غنی کمینہ غلامِ شهم ازاں
سر از غلامیش بہ ثریا برآورم

قطعہ

بہ تقریب وداع مولوی سید حسین بلگرامی ملقب بہ عماد الملک از حیدرآباد و سبکدوشی ایشاں از خدمت نظامت تعلیمات حیدرآباد و قبول ممبری پریوی کونسل[1] پارلیمنٹ لندن بمواجب پانزدہ ہزار روپیہ سالانہ از سرکار انگریزی در ۱۳۲۵ھ)

[1] صحیح انڈیا کونسل ۱۲ مطبع

پس از سپاسِ خدائے جہان علی و علیم | پس از ثنائے رسولِ امین رئوف و رحیم

بگو بہ عہدِ ہمایونِ آصفِ جم جاہ | عمادِ ملک فلاطوں بود ز رائے سلیم

بدورِ آصفِ سادس ز روئے رائے بود | چو بید پائے برہمن بدورِ دابشلیم

بود نہفتہ بعہدش وفا چو بو در گل | بود شگفتہ دلش از سخا چو گل ز نسیم

بری ز صنعت و سازش بہ طینت سادہ | جدا ز غی و غوایت بحکم طبع سلیم

حسین و مہر گرا دیر گیر و زود آمرز | عطوف و عذر نیوشندہ و غیور و حلیم

ہنر پسند و ہنرور شناس و قدر افزا | لطیفہ سنج و سخن فہم بذلہ گوی و ندیم

بخاطرش ز علوم ست جملہ کہنہ و نو | بیادِ اوست ز ہر فن ہمہ حدیث و قدیم

فسانہ ایست بہ بزمش ہمہ علوم و فنون | فسونِ اوست بہر کس تعلم و تعلیم

بہر معانیِ بیگانہ آشنا طبعش | بہر یگانہ فضل و ہنر شریک و سہیم

ہمیں نہ شہرۂ لفظش ز ہر طرف برخاست | نشست سکۂ او از قلم بہفت اقلیم

بادست نازشِ آبا اگرچہ احرارند | کہ ابر و بحر نیازند گرد درست یتیم

ز بلگرام بسے گرچہ آمدند کرام | زمینش ارچہ گرامی شد از ہزار کریم

من و خدائے کہ سید حسین پاک گہر | ز نظم و نسق تو گوئی کہ گوہری ست نظیم

بادشاهی شهزاده امتیاز او راست — که پیش اهلِ تمیز است امتیازِ عظیم
تبارک الله زندلی که شه باو کردست — کسی نه گشت ز اقران بدو قرین و سهیم
ز بارِ دین سبک کرد چون سبکساران — کشاد و لبست درِ خرمی و راه غریم
بلای شاه بچینم که طولِ عمرش را — سپرده است بعرضِ حیات ناز و نعیم
بدورِ او ڈوڈ هفتم شد از میانه هند — به بزمِ خسرو برطانیه چو رکنِ قویم
شد از نگارشِ کلکت که جادوان مانی — نگارخانه چینی سرشتهٔ تعلیم
ز چند روز که بگرفتی از سرش سایه — چه غم که بر سرِ او از تو منتی ست عظیم
گزشت ابر ز دریا و منتش باقی ست — سحابِ بحر که از فیضِ اوست درِ یتیم
سپاس باد نسیم از شگفت لاله و گل — بدوشِ باغ بود گو رود ز باغ نسیم
همیشه تا که خط و سطح و جسم را اجزاست — همیشه تا نبود نقطه قابلِ تقسیم
تو شاد باش به ظلِ شهِ دکن آصف — چو شه به ظلِ شهِ انبیا رسولِ کریم
طفیلِ سرورِ عالم نظامِ آصف جاه — بپاش تختِ شهی باد بر سرش دیهیم

تمت

صحت نامہ

نوٹ: ذیل کی فہرست میں گو زیادہ تر نقطوں اور مرکزوں یا شوشوں اور مشتبہ حروف کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم حتی الامکان ان تمام مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام تکلیف فرما کر درست فرمالیں۔

مہتمم

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	بزم جم	بزم و جم	۶	۱۹	شففتش	شفقتش
۱۲	زربخش و	زربخش	"	۲۰	لقماط	بہ قماط
۱۸	آزاری	آذاری	۷	۲۱	نہیتش	نہیبش
۶	زعم	رغم	۱۰	۱۶	ندار	مدار
۱۳	سرآید	سراید	۱۳	۱۴	سپس	سپس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
				۳۴	۶	مه	همه
۱۵	۱۵	بخت	پخته	״	۶	مه	مه
۱۷	۷	راو	راد	۳۵	۲	ز	نه
״	״	هست	نشت	۳۶	۹	سپهر	سپهرو
۱۹	۱۷	یاد	باد	״	۱۱	دوآب	دواب
۲۱	۲	راو	راد	۳۹	۷	شر	شم
״	۱۲	دوتا	دوتا	۴۰	۱۳	سنخ	سنج
۲۳	۱۰	کمند	کمینه	۴۳	۹	بر	هر
۲۴	۲۰	عقول	عقود	״	۱۷	جوزد	خورد
				״	۱۹	تادره	نادره
״	۱۲	بجزدی	به بجزدی	۴۵	۴	وار	دار
۲۹	۱۳	حلال	جلال	״	۷	زو	زد
״	۲۰	بردم	بُردم	״	۹	زور	روز
۳۰	۲۰	ردای	روائی	״	۱۹	جو	چو
״	۲۱	ازخ	ازرخ	۴۶	۱۷	در	زد
۳۳	۱۴	الازراق	الارزاق	״	۲۱	زکوٰة	زکوه
״	״	وقایق	دقایق	۴۷	۶	شگاف	شگافت
۳۴	۲	ریدم	دیدم	۴۹	۱۵	نجد	سنجد
״	۳	مهر	به مهر	۵۰	۹	گرو	گره
״	״	عریز	عزیز	۵۱	۱	شدی	بدی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۱	۱	بوده و	بودهٔ
۵۲	۲۱	گو	کو
۵۳	۲۰	مسر	میر
۵۵	۱	سیاہاں	سپاہاں
۵۶	۵	ناد	باد
〃	۶	وموی	دموی
〃	۱۲	برنداں	بہ زنداں
〃	۱۳	جیب	جیب
〃	۱۶	بکنج	بگنج
۵۷	۱۳	باد	بہ او
۵۹	۱۴	گفت	کفت
۶۱	۵	بکیار	یکبار
۶۳	۲	بطابع	بہ طالع
〃	۴	نہاں زانجم	نہاں انجم
۶۴	۱۶	انگشت	انکشت
〃	۱۸	بغیر	بہ عنبر
۶۵	۸	ثو	تو
۶۶	۶	طفلِ دُ نور	طفلِ دُ و نور
۶۸	۱۵	ونے	ولے
〃	۱۷	نطشم	تظمم
۶۹	۱۱	وہم	دہم
۷۰	۲	بخیر	بہ خیبر
۷۱	۱۲	چہ	چو
۷۲	۴	اثبات	لثبات
〃	۹	کسجابۃ	کسحابۃ
〃	۱۱	حساجۃ	حاجۃ
۷۳	۲	اطری	طری
〃	۱۷	اسیمہ	آسیمہ
۷۴	۱۰	ہیچو	ہم چوں
۷۶	۸	شیوہ زباناں	شیوا زباناں
〃	۱۶	برق	برحق
۷۷	۱۹	زماں	اماں
۷۸	۸	بیان	بناں
〃	۱۳	قان	فسان
〃	۱۴	بخش	تخش
۷۹	۱۷	پیجد	پیچید
〃	۲۱	بانوشیرواں	بہ انوشیرواں
۸۰	۱۰	سردر	سرور
۸۱	۴	دین ودولت	دین و دولت
۸۲	۴	وہر	دہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	؍؍	ارضد	ازصد	۹۲	۴	خز	خر
؍؍	۱۱	سا	سایہ	؍؍	۷	وسے	ومے
۸۳	۴	چہل	چل	۹۳	۵	واو	درو
؍؍	۱۹	مے	مرا	۹۶	۱۳	ظارم	طارم
۸۷	۴	دکاں	دکان	۹۷	۱۴	ششپہر	سپہر
؍؍	۸	ببر	شیر	۹۸	۷	یدل	بذل
؍؍	۱۴	لیبی	ببی	؍؍	۱۲	میناے	مینائے
۸۸	۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ	۹۹	۲۱	گا	گاہ
۸۹	۶	باتنگ	بانگ	۱۰۱	۴	سوے	بہ شعرائے
؍؍	۱۱	بجلہ	بحجلہ	۱۰۲	۱۸	باعاصیاں	یاعاصیاں
؍؍	۲	بگیرو	بگیرد	۱۰۴	۴	سپہر	سپر